تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر اُستوار لاکہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ لاہور

ندائے خلافت

بانی : اقتدار احمد مرحوم ۴ تا ۱۰ جنوری ۲۰۰۱ء (۸ تا ۱۴ شوال ۱۴۲۱ھ) مدیر : حافظ عاکف سعید

امت مسلمہ کا مقصد وجود — امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

"تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے منظر عام پر لائی گئی ہے۔ تم نیکی کا حکم کرتے ہو' منکر سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو!" (آل عمران : ۱۱۰)

یہ وہ بات ہے جس کا امت مسلمہ کو ادراک ہونا چاہئے کہ وہ اس لئے وجود میں لائی گئی ہے کہ انسانیت کے لئے مقدمۃ الجیش بنے اور قیادت اس کے ہاتھ میں ہو — یہ اس لئے کہ وہ خیر امت ہے اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ زمین میں قیادت شر کے نہیں' خیر کے ہاتھ میں ہو! چنانچہ یہ بات اس امت کے شایان شان نہیں کہ وہ جاہلی امتوں سے ہدایات اخذ کرے۔ اس کے شایانِ شان تو یہ ہے کہ جو کچھ اس کے پاس ہے' وہ دوسروں کو عطا کرے! اس کے پاس ہمیشہ وہ رہنمائی ہونی چاہئے جو وہ دوسروں کو دے! یعنی صحیح عقیدہ' صحیح فکر' صحیح نظام' صحیح کردار' صحیح معرفت' صحیح علم! — یہ وہ فریضہ ہے جو اس کا مقام اور اس کا مقصد وجود اس پر عائد کرتا ہے۔ لہٰذا اس مقام کا اولین تقاضا یہ ہے کہ امت مسلمہ زندگی کو شر اور فساد سے بچانے کے لئے اٹھ کھڑی ہو اور اس کے پاس ایسی طاقت ہو جس کے ذریعہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر قادر ہو۔

خیر امت کی یہ ذمہ داریاں ہیں جن سے اسے عہد برآ ہونا ہے! لیکن یہ ذمہ داریاں اپنے ساتھ مصائب و شدائد لاتی ہیں۔ یہ راہ کانٹوں سے بھری ہے! یہ شر سے دو دو ہاتھ کرنا ہے' خیر کے اپنانے پر لوگوں کو آمادہ کرنا اور شر کے عوامل سے سماج کو محفوظ رکھنا ہے' ان میں سے ہر کام مشقت طلب اور تھکا دینے والا ہے' لیکن صالح معاشرے کے قیام اور اس کی صالحیت کے تحفظ کے لئے ان ذمہ داریوں کو ادا کرنا ناگزیر ہے! اور اسی طرح زندگی کی وہ شکل قائم و برپا ہو سکتی ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا اور محبوب رکھتا ہے! اس مقصد کے لئے ایمان باللہ ناگزیر ہے تاکہ اقدار کے لئے صحیح میزان قائم اور معروف اور منکر کی صحیح تعریف ہو سکے۔ ایمان اس لئے بھی ضروری ہے کہ خیر کی دعوت دینے والے' معروف کا حکم کرنے والے اور منکر سے روکنے والے اپنی پُر مشقت راہ پر رواں دواں رہیں اور اس راہ کے مصائب اور تکالیف کو انگیز کرتے رہیں۔ اس راہ میں ان کا مقابلہ شر کی طاغوتی قوتوں سے ہو گا' جو پورے شباب پر ہوتی اور طاقت و جبروت کے نشے میں چور ہوتی ہیں۔ اس پُر مشقت سفر میں ان کا زاد راہ صرف ایمان ہوتا ہے' ان کا ساز و سامان صرف ایمان ہوتا ہے اور ان کا سہارا صرف اللہ کی ذات ہوتی ہے! حقیقت یہ ہے کہ اس راہ میں ایمان کے سوا ہر زادِ راہ ختم ہو جاتا ہے' ایمان کے سوا ہر سامان رخصت ہو جاتا ہے اور اللہ کے سہارے کے سوا ہر سہارا جواب دے جاتا ہے۔

(سید قطب شہید کی تفسیر فی ظلال القرآن' مترجم سید حامد علی' مطبوعہ دہلی' ص ۲۵۷' ج ۲ سے ایک اقتباس)

اس شمارے میں

☆ الہدیٰ اور فرمان نبویؐ 2
☆ اداریہ 3
☆ امیر تنظیم اسلامی کا خطاب جمعہ 4
☆ گوشۂ خلافت 6
☆ غیر ملکی قرضوں کا جال 7
☆ میں بھی حاضر تھا وہاں... 9
☆ مکتوب شکاگو 10
☆ احوالِ وطن 11
☆ افہام و تفہیم 12
☆ متفرقات ✪

نائب مدیر :
فرقان دانش خان
معاونین :
☆ مرزا ایوب بیگ
☆ مرزا ندیم بیگ
☆ نعیم اختر عدنان
☆ سردار اعوان
نگران طباعت :
☆ شیخ رحیم الدین
پبلشر : محمد سعید اسعد
طابع : رشید احمد چوہدری
مطبع : مکتبہ جدید پریس۔ ریلوے روڈ' لاہور
مقام اشاعت : 36۔ کے' ماڈل ٹاؤن لاہور
فون : 3-5869501 فیکس : 5834000
سالانہ زرِ تعاون ۔/175 روپے

قیمت : 4 روپے شمارہ : 1

الھدیٰ — از : ڈاکٹر اسرار احمد

سورۃ البقرۃ (۴)

﴿ الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ ﴾

”الف لام میم ' یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں ' ہدایت ہے پرہیزگاروں کے لئے۔“

تمہیدی مباحث

مدنی سورتوں کا پہلا جوڑا سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران پر مشتمل ہے۔ خود نبی اکرم ﷺ نے انہیں ایک نام دیا ہے اور حضور ﷺ نے انہیں "الزھراوین" قرار دیا ہے۔ "زہرہ" نہایت تابناک اور نہایت روشن چیز کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ اسی سے تثنیہ کا صیغہ "الزہراوان" بنتا ہے۔ اسی طرح ان دونوں سورتوں کیلئے "الغمامتان"' "الغیایتان" "الظُّلتان" "الخِرقان" "الفِرقان" کے الفاظ بھی احادیث میں وارد ہوئے ہیں جن میں نبی اکرم ﷺ نے ان سورتوں کی مجموعی فضیلت بیان کی ہے اور ان دونوں سورتوں کو ایک لفظ کے اندر بریکٹ کیا ہے۔ مثلاً یہ حدیث مسلم شریف کی ہے اور اس کے راوی ابو امامہ باہلیؓ ہیں۔ وہ کہتے ہیں : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : اِقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّهٗ يَاْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيْعًا لِاَصْحَابِهٖ ۔ اس کے بعد مزید فرمایا : اِقْرَءُوا الزَّهْرَاوَيْنِ الْبَقَرَةَ وَ اٰلِ عِمْرَانَ ”میں نے خود سنا اللہ کے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے : لوگو قرآن پڑھا کرو اس لئے کہ یہ قرآن قیامت کے دن اپنے لوگوں کے لئے سفارشی بن کر آئے گا (یعنی جن کو قرآن سے محبت رہی ' اسے پڑھتے رہے اس کی قراءت کرتے رہے ' اس سے دلچسپی رکھتے رہے ' اس کا مطالعہ اور اس پر غور و فکر کرتے رہے) خاص طور پر دو نہایت تابناک اور روشن سورتوں کی قراءت کیا کرو ' یعنی البقرہ اور آل عمران“۔

یہاں گویا کہ حضور ﷺ نے ان دونوں سورتوں کے لئے ایک عنوان ”الزاہراوین“ معین کر دیا ' یعنی نہایت تابناک سورتیں۔ اس حدیث میں آگے فرمایا : فَاِنَّهُمَا تَاْتِيَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَاَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ اَوْ غَيَايَتَانِ اَوْ كَاَنَّهُمَا فِرْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَافَّ تُحَاجَّانِ عَنْ اَصْحَابِهِمَا ”اس لئے کہ یہ دونوں اپنے لوگوں کی طرف سے سورتیں قیامت کے روز اس طرح ظاہر ہوں گی ' جیسے کہ وہ دو بدلیاں ہوں یا یہ پرندوں کی دو ٹکریاں ہوں گی اور یہ دونوں اپنے لوگوں کی طرف سے جھگڑیں گی ' محاجہ کریں گی ' محاجہ یہ ہوتا ہے کہ کسی کی طرف سے مدافعت کرنے میں تکرار کر کے بات کرنا دلیل پر دلیل دینا) یعنی وہ لوگ کہ جو ان دونوں کو پڑھنے والے ہوں گے ' ان سے محبت کرنے والے ہوں گے ' ان کی طرف سے جھگڑیں گی اور ان کی سفارش کریں گی۔

فرمان نبویؐ — از : چوہدری رحمت اللہ بٹر

اللہ کی مدد

عَنْ اَبِىْ هريرة رضى الله عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ نَفَّسَ عَنْ اَخِيْهِ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَنْ يَسَّرَ عَلٰى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ فِىْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِىْ عَوْنِ اَخِيْهِ ... (الترمذی : ۲۸۶۹)

”حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے : جس نے دُور کی اپنے بھائی سے ایک مصیبت دنیا کی مصیبتوں میں سے تو اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کے دن کی مصیبتوں میں سے کوئی مصیبت دُور کرے گا۔ اور جس نے پردہ پوشی کی کسی مسلمان کی تو اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی کریں گے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ اور جس نے آسانی کی کسی تنگدست پر تو اللہ تعالیٰ آسانی پیدا کرے گا اس کے لئے دنیا و آخرت میں۔ اور بندہ جب اپنے کسی بھائی کی مدد میں مشغول ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرماتے رہتے ہیں“۔

یہ چاروں باتیں بین الانسانی معاملات میں ہر بندۂ مسلم کی رہنمائی کے لئے اور اللہ تعالیٰ سے مدد حاصل کرنے کے لئے بہترین اصول ہیں۔ نبی اکرم ﷺ جو دین لے کر آئے تھے اس کی تعلیم کا حاصل یہی تھا کہ انسان آپس میں بھائی چارہ پیدا کریں اور ایک دوسرے کے دست و بازو بنیں۔ ایمان و اسلام کا اصل حاصل یہی تو ہے کہ بندۂ مومن واقعتاً دوسروں کو امن مہیا کرنے والا ہو اور بندۂ مسلم سے ہر شخص کی عزت و آبرو اور مال و دولت سلامتی میں رہے۔ آج کے مسلمان اگر ان مکارم اخلاق کو اختیار کر لیں تو دنیا خود بخود اسلام قبول کر لے۔ نبی اکرم ﷺ کی بعثت تو انہی مکارم اخلاق کی تکمیل کے لئے ہوئی تھی۔ مگر آج اپنی مادہ پرستی اور نفس پرستی کی وجہ سے مسلمان دین اسلام سے دنیا کو متنفر کر رہا ہے کیونکہ وہ خود آخرت کے محاسبہ اور اپنے رب کے سامنے پیش ہونے کو بھول گیا ہے۔ حالانکہ جب نبی اکرم ﷺ کے بارے میں کسی نے سوال کیا کہ آپؐ کا کردار کیا تھا تو حضرت عائشہ ؓ نے بڑی حیرت سے پوچھا کہ کیا تم قرآن کو نہیں پڑھتے؟ آپؐ کا کردار ' دوسروں کے ساتھ برتاؤ وہی تو ہے جو قرآن میں درج ہے۔ اور وہاں تو نیکی کا پہلا مظہر ہی انسانی ہمدردی کو قرار دیا گیا ہے اور نیکی کا حصول ایثار مال کو قرار دیا گیا ہے۔ اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ اُس وقت تک بندے کی مدد میں لگا رہتا ہے جب تک وہ اس کی مخلوق کے کاموں میں لگا رہتا ہے۔ جیسے کہا گیا ہے ؎

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

☆ ☆ ☆

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اداریہ

حافظ عاکف سعید

حمود الرحمٰن کمیشن رپورٹ کی اشاعت ___ دیر آید "نا درست" آید!

سقوط مشرقی پاکستان کے تیس برس کے بعد بالآخر حمود الرحمٰن کمیشن رپورٹ کے ایک بڑے حصے کو بے نقاب کر ہی دیا گیا اور اس طرح پاکستان کے تاریخ کے المناک ترین سانحے کے اسباب کے تعین کے لئے قائم کردہ قومی نوعیت کے اہم ترین عدالتی کمیشن کی وہ تحقیقاتی رپورٹ بالآخر منظرعام پر آ ہی گئی جس کی تیاری پر نہ صرف یہ کہ قوم کا زر کثیر خرچ ہوا تھا بلکہ قوم کے بہترین دماغ رکھنے والے بعض نہایت باصلاحیت افراد کے قیمتی اوقات کا بڑا سرمایہ بھی خرچ ہوا تھا' لیکن جسے نامعلوم وجوہات و مصالح کے باعث آج تک چھپائے رکھا گیا۔ بہرکیف بعد از خرابی بسیار حمود الرحمٰن کمیشن کے تھیلے سے وہ بلی باہر آ ہی گئی جس کے دیدار کی طالب کتنی ہی ترستی نیم وا آنکھیں اس عرصے کے دوران راہ انتظار میں پتھرا ہی نہیں گئیں بلکہ ہمیشہ کے لئے بند بھی ہو چکی ہیں۔

ہم اس رپورٹ کی اشاعت کا خیر مقدم کرنے کے باوجود اسے "دیر آید درست آید" کا مصداق قرار نہیں دے سکتے۔ ہماری قومی زندگی کے المناک ترین سانحے' اہم ترین واقعے' سخت ترین جھٹکے' اندوہناک ترین صدمے کے اسباب و علل اور ذمہ داران کے تعین پر مشتمل عدالتی رپورٹ کو اتنے طویل عرصے تک قوم کی نگاہوں سے چھپائے رکھنا سنگین ترین قومی جرم نہیں تو اور کیا ہے؟ اس رپورٹ کی اشاعت میں ادنیٰ ترین تاخیر کو بھی "درست آید" قرار دینا قومی و ملی شعور سے تہی دامنی کا مظہر ہی ٹھہرے گا' چہ جائیکہ ثلث صدی تک عوام کو اس کے بارے میں انتظار کی سولی پر لٹکائے رکھنا' کہ یہ وہ ناقابل تلافی جرم ہے جس کی شناعت و قباحت کے اظہار کے لئے مناسب الفاظ کی تلاش سے کم از کم ہم تو خود کو عاجز اور بے بس پاتے ہیں۔

زندہ قومیں اپنی کامیابیوں کا ڈھنڈورا پیٹنے کے مقابلے میں اپنی ناکامیوں کے اسباب کا تعین کرنے اور اپنی خامیوں کو قومی سطح پر زیر بحث لا کر ان کے تدارک کی خاطر ضروری منصوبہ بندی کو کہیں زیادہ اہمیت دیتی ہیں کہ اصلاح احوال اور بہتر مستقبل کے حصول کا واحد راستہ یہی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ہونہار اور سعادت مند شخص وہ ہے جو دوسروں کی غلطیوں سے اپنے لئے سبق حاصل کرے۔ لیکن ہم بحیثیت قوم اس درجے محروم' بے توفیق اور غیر سعادت مند ثابت ہوئے کہ دوسروں کی غلطیوں سے تو کیا سبق سیکھتے' خود اپنی ہمالہ جیسی بڑی غلطیوں کا محض ادراک اور ان کی نشاندہی بھی ہمیں گوارا نہیں!! سبق آموزی اور عبرت پذیری کی طرف لے جانے والے ہر راستے کو ہم نے خود اپنے ہاتھوں سے باہتمام بند کئے رکھا ___! ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہئے!

ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ مذکورہ کمیشن کی رپورٹ کو بلا تاخیر منظرعام پر لایا جاتا' اس قومی سانحے کے حوالے سے رپورٹ میں معین کردہ اسباب و علل پر قومی سطح پر DEBATE کا اہتمام ہوتا' مذاکروں اور سیمینارز کا انعقاد ہوتا' اسباب کے حتمی تعین کے بعد اپنی خطاؤں اور غلطیوں کا برملا اعتراف کیا جاتا' اصلاح احوال کے لئے تجاویز پر بحث ہوتی' آئندہ کی منصوبہ بندی کو اہم قومی پبلک بحث کا درجہ دیا جاتا' سانحہ کے ذمہ دار افراد کا محاکمہ ہوتا' انہیں قومی مجرم قرار دے کر ضروری عدالتی کارروائی کے بعد عبرتناک سزائیں دی جاتیں اور اصلاح احوال کے جذبہ سے سرشار ہو کر آئندہ کی واضح مثبت منصوبہ بندی اور ایک نئے عزم کے ساتھ قومی زندگی کا از سر نو آغاز کیا جاتا۔ لیکن اے بسا آرزو کہ خاک شدہ! ___ ہمارے حکمران طبقے کی مریضانہ ذہنیت اور بزدلانہ سوچ نے عافیت اسی میں سمجھی کہ حقائق سے چشم پوشی کا رویہ اپنایا جائے' قومی مجرموں سے اعراض کیا جائے اور عوام کو بے حسی اور غفلت شعاری کا سبق سکھایا جائے۔

اِس مجرمانہ غفلت کا نتیجہ آج ہمارے سامنے ہے۔ پاکستانی قوم آج مزید قومیتوں میں تقسیم ہو کر باہم بداعتمادی ہی نہیں شدید منافرتِ باہمی کا شکار ہے' صوبائی اور علاقائی سوچ اس درجے مسلط ہے کہ قومی سوچ نامی کوئی شے کہیں نظر نہیں آتی۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ پانی اور توانائی کے شدید بحران کے باعث ہم بتدریج اجتماعی خودکشی کی طرف بڑھ رہے ہیں لیکن صوبائیت کے دائرے سے باہر نکلنے کے لئے کسی طور آمادہ نہیں! ___ معاشی ابتری اور بدحالی کا یہ عالم ہے کہ ہم درپردہ نہیں علی الاعلان آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کی غلامی اور محکومی اختیار کر چکے ہیں۔ ہماری ہر حکومت کا واحد ایجنڈا' خواہ وہ سول ہو یا فوجی' یہ ہے کہ قومی مفادات کی پرواہ کئے بغیر آئی ایم ایف کی شرائط کو بہرصورت پورا کیا جائے اور ڈیفالٹ کے خطرے سے بچنے کے لئے عوام کے خون کا آخری قطرہ تک نچوڑنے سے دریغ نہ کیا جائے۔ فوجی طاقت کے لحاظ سے بھی ہم آج بھارت کے مقابلے میں اس سے کہیں زیادہ پست اور کمزور ہیں جتنا کہ آج سے ۳۰ برس پہلے تھے۔ اللہ تعالیٰ اگر ہمیں اپنے فضل خاص سے "ایٹمی صلاحیت" عطا نہ فرماتا تو آج بھارت کے مقابلے میں ہماری حیثیت بالکل صفر ہو کر رہ جاتی۔

مختصراً یہ کہ اس رپورٹ کی اشاعت میں اس ناروا تاخیر سے جو قومی نقصان پہنچا ہے اس کا شمار کرنا اور احاطہ کرنا آسان نہیں ہے' تاہم اس کی اشاعت اگر اس اچھی روایت کا نقطہ آغاز بن سکے کہ ہم قومی سطح پر حقیقت پسندانہ طرز فکر کو اپناتے ہوئے آئندہ اس نوع کی مجرمانہ غفلت سے اجتناب کرنے کے قابل ہو سکیں تو اسے ایک نیک شگون قرار دیا جا سکتا ہے۔ ہمیں حیرت اس امر پر بھی ہے کہ ہمارا حکمران طبقہ اگر اس رپورٹ کی اشاعت سے گریز کرتا رہا تو آخر اعلیٰ عدالتوں نے اس بارے میں کوئی جرأت مندانہ اور واضح موقف کیوں اختیار نہ کیا اور اپنی خصوصی حیثیت کو اس میدان میں بھرپور طور پر استعمال کیوں نہیں کیا۔ ع "گر میں نے کی تھی توبہ' ساقی کو کیا ہوا تھا؟" ___!

کاش کہ ہمارا حکمران طبقہ اس حقیقت پسندانہ طرز فکر کو اپناتے ہوئے ایک قدم آگے بڑھ کر اس امر کا بھی غیر جانبدارانہ انداز میں بھرپور جائزہ لے کہ آخر ہماری گزشتہ ۵۳ سالہ تاریخ سیاسی اور معاشی بحرانوں ہی سے عبارت کیوں ہے؟ ___ کیا اس کا اصل سبب یہ نہیں کہ ہم نے اپنی نظریاتی اساس یعنی اسلام اور اسکے نفاذ کے معاملے میں مسلسل کوتاہی اور غفلت کا ثبوت دیا ہے؟ ___ کیا پاکستان کی نظریاتی اساس کو مستحکم کئے بغیر اس ملک کو استحکام اور ترقی کی راہ پر گامزن کرنا ممکن ہے؟ ___ کیا سقوطِ مشرقی پاکستان جیسا سانحہ اللہ کے عذاب کا مظہر نہیں جو دین سے بے وفائی کی پاداش میں ہم پر مسلط کیا گیا؟ اور کیا دین سے بے وفائی کی ہماری موجودہ روش عذابِ الٰہی کو ایک بار پھر دعوت دینے کے مترادف نہیں ہے؟ ___ ان امور کے حقیقت پسندانہ تجزیئے اور غیر جانبدارانہ جائزے کی روشنی میں اگر ہم بنیادی تبدیلیوں پر مشتمل کوئی مناسب اور مثبت لائحہ عمل اختیار کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ پاکستان ترقی و استحکام کی شاہراہ پر گامزن نہ ہو سکے۔ ورنہ محض ظاہری لیپا پوتی اور جزوی اصلاح ہرگز ہمارے مسائل کا حل اور دکھوں کا مداوا نہیں بن سکتی!!!

پوری دنیا میں آج اللہ سے بغاوت کی کیفیت ہے

افغانستان اور پاکستان مل جائیں تو کل روئے ارضی پر غلبۂ اسلام کی راہ ہموار ہو سکتی ہے

مسجد دارالسلام باغِ جناح' لاہور میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے ۲۹/ دسمبر ۲۰۰۰ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

خطبہ مسنونہ' تلاوت آیات اور ادعیہ ماثورہ کے بعد فرمایا :

حضرات رمضان المبارک رخصت ہو گیا اور اس کے بعد یہ پہلا جمعہ ہے۔ رمضان المبارک پر نگاہِ بازگشت کے حوالے سے سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۸۵ انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ ارشاد ربانی ہے :

"رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا۔ جو ہدایت ہے لوگوں کے لئے اور جو ہدایت کی کھلی نشانیاں لئے ہوئے ہے اور جو الفرقان ہے۔ پھر جو کوئی پائے تم میں یہ مہینہ تو اس کو چاہئے کہ وہ روزے رکھے اور جو کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو تو گنتی پوری کرے دوسرے ایام میں۔ اللہ چاہتا ہے تم پر آسانی اور تنگی نہیں چاہتا۔ تاکہ تم پوری کرو گنتی' اور بڑائی کرو اللہ کی اس پر کہ تم کو ہدایت دی' اور تاکہ تم (اس رب کا) شکر ادا کرو"۔

مسئلہ کشمیر اگر تقسیم ہند کے فارمولے کے تحت حل ہو جائے تو کوئی حرج نہیں

یہ آیت تین مقاصد کے ذکر پر ختم ہوتی ہے۔ پہلا مقصد یہ بتایا گیا کہ تم رمضان کے روزوں کی گنتی پوری کرو۔ جنہوں نے ماہ رمضان میں یہ تعداد پوری کر لی وہ مبارکباد کے مستحق ہیں کہ وہ قرآن کی اس آیہ مبارکہ کے ایک جز پر عمل پیرا ہوئے۔ اور جو لوگ کسی عذر کی وجہ سے یہ تعداد پوری نہ کر سکے وہ سال کے دوسرے ایام میں ان روزوں کی قضا کریں۔ دوسرا مقصد یہ بیان کیا گیا کہ تم تکبیر کرو اللہ کی اس ہدایت پر جو اللہ نے عطا کی ہے۔ تیسرا مقصد یہ بتایا تاکہ تم شکر ادا کر سکو۔ توجہ طلب بات یہ ہے کہ شکر کس چیز کا ادا کیا جائے؟ اس بات کا جواب اسی آیت میں موجود ہے' یہ شکر ادا کرنا ہے عظیم نعمت خداوندی یعنی قرآن حکیم کا' رمضان کی رحمتوں کا' رمضان میں آنے والی شب قدر کا جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ یہ شکر ہے اس ہدایت پر جو اللہ نے عطا کی اور اس آسانی پر جو اللہ نے ہم پر کی۔ تاہم ایک شکر باللسان ہوتا ہے۔ لیکن شکر کا حقیقی مفہوم یہ ہے کہ جو نعمت عطا ہوئی اس کا حق ادا کیا جائے۔ مثلاً قرآن کا حق اسی وقت ادا ہو سکتا ہے۔ جب ہم اس پر ایمان لائیں' اسے پڑھیں' اسے سمجھیں' اس پر عمل کریں اور اسے دوسروں تک پہنچائیں۔

میری آج کی گفتگو کا اصل موضوع اس آیت مبارکہ میں بیان کیا گیا دوسرا مقصد یعنی تکبیر رب ہے۔ ہمارے ہاں عام طور پر تکبیر رب کا مفہوم صرف یہ بیان کیا جاتا ہے کہ نعرۂ تکبیر بلند کیا جائے' اللہ کی بڑائی کو دل میں بٹھایا جائے' اسے بیان کیا جائے۔ لیکن یہ تکبیر کا پہلا تقاضا ہے۔ اصل تقاضا یہ ہے کہ اللہ کی بڑائی کو تسلیم کرایا جائے۔ اللہ کی حاکمیت کو قائم کیا جائے۔ آج پوری دنیا میں اللہ کی بغاوت کی کیفیت ہے۔ قرآن نے اس کیفیت کو فساد سے تعبیر کیا ہے۔ اس فساد کو ختم کر کے اللہ کی بڑائی قائم کرنا تکبیر رب کا اصل تقاضا ہے۔ مذکورہ بالا آیت پر عمل کرتے ہوئے تکبیر کا ایک فوری مظاہرہ تو یہ ہے کہ نماز عید کے لئے آتے اور جاتے ہوئے تکبیرات پڑھی جائیں: اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ' وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ ' وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ لیکن یہ ظاہری تکبیر ہے' عملی تکبیر یہ ہے کہ اللہ کا قانون نافذ ہو۔ اللہ کے احکام کے مطابق تمام نظام چلے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر یہ نظام کافرانہ ہے' جیسا کہ قرآن مجید میں ہے :

﴿ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴾

تکبیر رب کا یہی عملی پہلو حضور اکرم ﷺ کا مقصد بعثت تھا۔ نزول وحی کے ابتدائی دور کی آیات میں آپؐ کے اس فرض منصبی کا تذکرہ سورۂ مدثر میں آیا ہے' جہاں فرمایا گیا :

﴿ يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ○ قُمْ فَاَنْذِرْ ○ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ﴾

"اے لحاف میں لپٹ کر لیٹنے والے' کھڑے ہو جاؤ! اور انذار کرو اور اپنے رب کی بڑائی قائم کرو"۔

اسی طرح کا انداز سورۂ مزمل میں بھی ملتا ہے جہاں فرمایا گیا :

"اے کملی میں لپٹ کر لیٹنے والے' کھڑے ہو جاؤ! رات کے ایک حصے میں' نصف رات یا اس سے کچھ کم' یا اس سے کچھ زیادہ اور اس دوران ترتیل کے ساتھ قرآن پڑھا کرو"۔

ان دونوں مقامات پر حضور ﷺ کی ایک خاص کیفیت کا تذکرہ ہے کہ نزول وحی کے ابتدائی دور میں حضور ﷺ پر جب اس شدت احساس کے باعث آپ پر کبھی گھبراہٹ کا غلبہ ہوتا کہ اس ظالمانہ معاشرے میں حق کیسے غالب ہوگا' توحید کا پیغام کیسے پھیلے گا' تو آپؐ لحاف یا چادر اوڑھ کر لیٹ جاتے تھے۔ اس پر اللہ کی طرف سے یہ حکم آیا کہ کھڑے ہو جایئے اور اپنا مشن ادا کرنے کے لئے کمربستہ ہو جایئے۔ تاہم کھڑے ہونے کے یہ دونوں احکام جو سورۃ المزمل اور سورۃ المدثر کے آغاز میں وارد ہوئے' جدا جدا تھے۔ پہلا

مولانا اکرم اعوان کا قرآن مارچ صحیح اقدام تھا مگر انہیں اس کے لئے دوسری جماعتوں سے بھی رابطہ کرنا چاہئے تھا

کھڑا ہونا رات کا تھا کہ رات کے ایک قابل ذکر حصہ میں کھڑے ہو کر پہلے آپؐ اپنے اندر قرآن کو جذب کر لیں تاکہ آپ میں وہ قوت پیدا ہو جو اس ذمہ داری کو ادا کرنے میں مددگار ہوگی جس کا بوجھ آپ کر ڈالا جانا تھا۔ اور دوسرا کھڑا ہونا کار رسالت کی ادائیگی کی خاطر کمربستہ ہونے کے لئے تھا۔ سورۂ مدثر میں اسی ذمہ داری کا ذکر ہے۔ یہاں کھڑا ہونے کا جو حکم ہے وہ دن کے کام سے متعلق ہے۔ سورۂ مدثر کی ان تین آیات میں حضور ﷺ کے مشن کا تذکرہ ہے۔ حضور ﷺ کے مشن کا نقطۂ آغاز انذار ہے کہ لوگوں کو آخرت کے دن سے خبردار کیا جائے کہ ایک دن ایسا آکر رہے گا جب انسانوں کو اپنے ہر عمل کا حساب دینا ہوگا۔ جو لوگ اس دنیا کی زندگی میں اللہ کی نافرمانی کرتے رہے اس روز ناکام قرار پائیں گے اور جہنم میں جھونک دیئے جائیں گے۔ لیکن جن لوگوں نے حیات دنیوی میں

اللہ کے احکامات کی تابعداری کی ہو گی انہیں انعامات سے نوازا جائے گا۔ اگلی آیت میں حضور ﷺ کے مشن اور ہدف کا مقصد بتایا گیا ہے۔ وہ مقصد کیا ہے؟ ﴿وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ﴾ اپنے رب کی کبریائی کا اعلان کرو اور اسے بالفعل قائم کرو۔

اللہ کا کلمہ تو بلند ہے ہی لیکن اگر دنیا میں یہ کہیں گر جائے تو پھر اس کو سربلند کرنا اہل ایمان کی ذمہ داری ہے۔ حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تمام تکالیف اور مشکلات اور مشکلات برداشت کر کے جزیرہ نمائے عرب میں اللہ کے دین کو غالب کر دیا تھا۔ اس کے بعد خلفائے راشدین کے دور میں دنیا کے ایک بڑے حصے پر بھی اسلام کا جھنڈا لہراتا رہا۔ لیکن آنحضور ﷺ کا مشن اس وقت تک مکمل نہیں ہو گا جب تک پورے روئے ارضی پر اسلام کا جھنڈا اسی شان سے نہیں لہراتا جس شان سے دور خلافت راشدہ میں دنیا کے ایک قابل ذکر حصے پر لہرایا تھا۔ اس لئے حضور ﷺ کو پوری دنیا میں پوری دنیا کے لئے مبعوث کیا گیا تھا۔ صحیح احادیث میں بھی یہ پیشین گوئیاں موجود ہیں کہ قیامت سے پہلے کل روئے ارضی پر اللہ کا دین غالب ہو گا۔

تاہم مسلمانوں کی موجودہ صورتحال کے پیش نظر صاف دکھائی دیتا ہے کہ خلافت علی منہاج النبوۃ کے قیام سے پہلے عالم اسلام پر بڑی سختیاں آئیں گی۔ سب سے بڑی سختی عالم عرب بالخصوص شرق اوسط کے مسلمانوں پر آئے گی۔ فلسطین اسرائیل تنازعے کا انجام ایک بڑی ہولناک جنگ کی صورت میں نکلے گا اور عربوں کو بہت نقصان ہو گا۔ احادیث میں ہے کہ قرب قیامت کی نشانیوں میں ایک نشانی عربوں کی ہلاکت بھی ہو گی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عربوں پر اللہ کا بہت بڑا فضل ہوا' ان کی زبان میں قرآن نازل ہوا' حضور ﷺ ان ہی میں مبعوث ہوئے لیکن انہوں نے شریعت خداوندی اور نظام خلافت کو قائم کرنے کے بجائے اللہ کے دین سے بے وفائی اور غداری کا معاملہ کیا۔ لہٰذا اس جرم کی پاداش میں وہ بد ترین سزا کے مستحق ہوں گے۔

عربوں کے بعد دوسرے مجرم ہم پاکستانی مسلمان ہیں کیونکہ ہم نے اللہ سے اس وعدے پر یہ ملک حاصل کیا تھا کہ ہم یہاں دین قائم کریں گے۔ لیکن ۵۳ برس گزرنے کے باوجود ہم نے اپنا وعدہ پورا نہیں کیا۔ لہٰذا اندیشہ ہے کہ عذاب کا کوئی سخت کوڑا ہم پر بھی برس سکتا ہے۔ تاہم آئینی اور دستوری سطح پر ہم نے نظام خلافت کے تقاضوں کو بہت حد تک پورا کر دیا ہے جو اپنی جگہ قابل تحسین امر ہے۔ دوسری طرف ہمارے پڑوسی ملک افغانستان میں شریعت کی تنفیذ کا مرحلہ طے پا چکا ہے۔ احادیث سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ کل روئے ارضی پر قیام نظام خلافت کا آغاز اسی خطے سے ہو گا جس میں افغانستان اور پاکستان واقع ہیں۔ گویا اب تکبیر رب کا معاملہ ان دونوں ملکوں پر آ کر مرکوز ہو گیا ہے۔ میرے نزدیک اگر پاکستان اور افغانستان مل جائیں تو کل روئے ارضی پر غلبہ اسلام کی راہ ہموار ہو سکتی ہے۔ تاہم اس کے لئے پہلے ہمیں پاکستان میں اسلامی نظام قائم کرنا ہو گا۔ میرے اس خیال کی وجہ یہ ہے کہ پاکستان میں نفاذ اسلام کے لئے دستوری سطح پر تمام تقاضے پورے کئے جا چکے ہیں۔ جبکہ افغانستان نے شریعت کی تنفیذ کر کے اسلام کے عملی تقاضے پورے کر دیئے ہیں لیکن وہاں دستوری سطح پر ابھی کوئی کام نہیں ہوا۔ لہٰذا ان دونوں ممالک کے ملنے سے دور جدید میں نظام خلافت کے قیام کے دستوری و عملی تقاضے پورے ہو جائیں گے اور احادیث میں موجود قیامت سے پہلے عالمی غلبۂ اسلام کی پیشینگوئیوں سے متعلق یہ خطہ اپنا کردار ادا کر سکے گا۔

کفر کے علمبرداروں کو بھی سب سے بڑا خطرہ انہی دو ممالک سے ہے اور یہی وجہ ہے کہ یو این او کے تمام رکن ممالک نے افغانستان کے خلاف نئی پابندیاں عائد کرنے پر اتفاق ظاہر کیا ہے۔ ان کی سکیم یہ ہے کہ بھوک اور افلاس سے تنگ آ کر افغان عوام طالبان کی اسلامی حکومت کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں اور یوں اسلام کی روشن ہونے والی یہ شمع بجھ جائے۔ ان حالات میں اسلام کی حفاظت کے لئے جہاں یہ افغان قوم اور طالبان کے لئے سخت ترین آزمائش ہے وہاں ہم پاکستانی مسلمانوں کے لئے بھی کڑے امتحان کا وقت ہے۔ اس امتحان میں ہم اسی وقت سرخرو ہو سکتے ہیں کہ اگر ہم اپنا پیٹ کاٹ کر اپنے افغان بھائیوں کا اس مشکل وقت میں ساتھ دیں اور ہماری حکومت طالبان کے خلاف یو این او کی گائیڈ لائن قبول کرنے سے انکار کر دے۔ اس موقع پر طالبان افغانستان کی مدد کے لئے میں ایک فنڈ قائم کر رہا ہوں جس میں ہر مسلمان دل کھول کر اپنا مالی تعاون پیش کرے۔

حالات حاضرہ

مولانا اکرم اعوان کا قرآن مارچ قیام پاکستان کے بعد ملک میں اسلامی نظام کے قیام کے لئے صحیح سمت میں اٹھنے والا دوسرا درست قدم ہے۔ ان کا یہ نعرہ بالکل درست ہے کہ ہمیں اقتدار نہیں اسلام چاہئے۔ اس سے پہلے قیام پاکستان کے فوراً بعد مولانا مودودی نے مطالبۂ دستورِ اسلامی کی تحریک چلائی تھی' چونکہ اس تحریک کا مقصد بھی حصول اقتدار نہیں تھا لہٰذا انہیں زبردست عوامی حمایت حاصل ہوئی اور نتیجتاً قرارداد مقاصد منظور ہو گئی۔ چنانچہ جیسا کہ میں سالہا سال سے یہ بات کہتا رہا ہوں کہ ہماری دینی جماعتیں اگر اب بھی پاور پالیٹکس سے کنارہ کش ہو کر ملک میں نفاذ شریعت کے لئے تحریک چلائیں تو کوئی وجہ نہیں کہ یہاں اسلامی نظام قائم نہ ہو لیکن یہ ہماری بدقسمتی رہی ہے کہ ماضی میں دینی جماعتیں سیکولر سیاسی جماعتوں سے مل کر کشمکش اقتدار کی سیاست کا حصہ بنتی رہی ہیں' جس سے سوائے اکھاڑ پچھاڑ کے کوئی مثبت نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ اگر امیر تنظیم الاخوان قرآن مارچ شروع کرنے سے پہلے دوسری دینی جماعتوں کو بھی اپنے ساتھ شرکت کی دعوت دیتے اور حکومت کو الٹی میٹم دینے سے قبل کسی عوامی جلسہ میں اپنے تین لاکھ حامیوں کی تعداد حکومت حکومت اور عوام دونوں کو دکھاتے' مزید برآں نفاذ اسلام کے لئے معین مطالبات کے ساتھ حکومت کو چیلنج کرتے تو نہ صرف حکومت پر بلکہ دینی جماعتوں پر بھی حجت قائم ہو جاتی اور زیادہ مثبت نتائج برآمد ہوتے۔

جہاں تک نواز شریف اور ان کی فیملی کا ملک سے فرار یا جلاوطنی کا تعلق ہے میرے نزدیک یہ محض ایک انتظامی مسئلہ ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حکومت نے اس ضمن میں تمام قانونی تقاضے پورے کئے ہیں۔ تاہم اگر یہ اقدام غیر قانونی بھی ہے تب بھی کسی دینی جماعت کے شایان شان نہیں کہ وہ اس ایشو پر تحریک چلانے کا اعلان کرے کیونکہ یہ کوئی دین اور ایمان کا مسئلہ نہیں ہے۔ دینی جماعتوں کو متحد ہو کر صرف اور صرف ملک میں اسلامی نظام کے قیام کے لئے جدوجہد کرنی چاہئے۔

مسئلہ کشمیر کے حوالے سے امید ہو چلی ہے کہ یہ معاملہ اب بہت جلد حل ہو جائے گا کیونکہ سیز فائر کی جو راہ حزب المجاہدین نے کھولی تھی وہ ریت اب چل نکلی ہے۔ جبکہ بھارت کے لہجے میں بھی ماضی کی نسبت کافی نرمی آئی ہے اور وہ سہ فریقی مذاکرات پر آمادہ نظر آتا ہے۔ تاہم یہ مذاکرات صرف بھارت اور پاکستان کے درمیان ہونے چاہئیں۔ اگر یو این او یا امریکہ کو فریق بنایا گیا تو پاکستان اور بھارت کے حصے میں کچھ نہیں آئے گا۔ سیدھی سی بات ہے کہ یہ تو قطعاً ممکن نہیں کہ بھارت پورا کشمیر ہمارے حوالے کر دے اور نہ ہم مکمل کشمیر بھارت کے حوالے کرنے پر رضامند ہوں گے۔ لہٰذا اگر تقسیم ہند کے فارمولے کے تحت بھی مسئلہ کشمیر حل ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔ ویسے بھی حالات اب ادھر ہی جا رہے ہیں۔

نئی صدی کے آغاز پر پاکستان میں نظام خلافت کا غلغلہ بلند ہو رہا ہے اور دنیا بھر میں نظام خلافت کے قیام کے لئے جدوجہد کرنی والی جماعتیں اب اس بات پر متفق ہو چکی ہیں کہ دور حاضر میں خلافت کا صحیح نظام صرف پاکستان ہی میں قائم ہو سکتا ہے۔ لہٰذا خلافت کا نعرہ لگانے والی جماعتیں اب یہاں جمع ہو رہی ہیں جو نہایت خوش آئند ہے۔ اب پاکستان کی دینی و مذہبی جماعتوں کو بھی اس بارے میں سنجیدگی سے سوچنا چاہئے۔

(مرتب : فرقان دانش خان)

نظام خلافت کے خدوخال

انعقاد خلافت

ابوداؤد میں حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تین آدمی بھی اکٹھے سفر کر رہے ہوں تو انہیں چاہئے کہ اپنے میں سے کسی کو امیر منتخب کرلیں۔

اسی طرح حضور اکرم ﷺ سے مسند احمد میں یہ ارشاد بھی مروی ہے کہ زمین کے کسی گوشے میں اگر تین آدمی بھی رہتے ہوں تو وہ اپنے میں سے کسی کو اہل دیکھ کر اپنا امیر (سردار) بنالیں۔

ان احادیث سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جب دوران سفر اور قلیل آبادی پر بھی امیر بنانا لازم ہے تو دوسرے تمام چھوٹے بڑے اجتماعی معاملات کے لئے بھی امیر کا انتخاب ضروری ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مخلوق خدا بظاہر منفرد ہے لیکن ان کی احتیاجات ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح وابستہ ہیں کہ اجتماعی زندگی گزارنا ناگزیر ہے۔ چنانچہ نظم مسائل کے لئے انعقاد خلافت اہل اسلام پر لازم قرار پاتا ہے۔ اور چونکہ مسلمانوں کے تمام کام باہمی مشورہ سے طے پاتے ہیں لہٰذا خلیفہ کا انتخاب اور خلافت کا سارا نظام بھی ﴿وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ﴾ کے ماتحت ہے۔

مرتب : فرقان دانش خان

اسلامی حکومت کی پالیسی

حضرت ابوبکر ؓ جب خلیفہ بنائے گئے تو آپؓ نے اپنے پہلے خطاب عام میں اسلامی ریاست کی پالیسی واضح کرتے ہوئے فرمایا :

"لوگو میں جب تک اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کرتا رہوں تم بھی میری اطاعت کرنا' اگر میں اللہ و رسول ﷺ کے احکام کی نافرمانی کروں تو میری اطاعت نہ کرنا"۔

اسی طرح حضرت ابوبکر ؓ نے ایک مرتبہ مسلمان حکمران کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرمایا :

"اللہ تعالیٰ کا حکم وہی شخص نافذ کرسکے گا جو حق کے معاملے میں اپنی جماعت سے نرمی نہ برتے۔ جو فیاض اور وسیع القلب ہو لیکن اپنی خواہشات اور اغراض کی پیروی نہ کرتا ہو"۔

اسی طرح دوسرے خلیفہ راشد حضرت عمر فاروق ؓ نے مسلمانوں کے مال کے بارے میں اسلامی حکومت کی پالیسی کے حوالے سے فرمایا :

"مجھے مسلمانوں کے مال کے حوالے سے تین باتیں ہی مناسب معلوم ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ اسے حق کے ساتھ وصول کیا جائے' دوسرے اس مال کو حق کی راہ میں صرف کیا جائے' تیسرے اسے باطل پر خرچ ہونے سے روکا جائے"۔

اور فرمایا :

"لوگو مجھ پر تمہارے کچھ حقوق اور ذمہ داریاں ہیں۔ میں انہیں تمہارے سامنے رکھے دیتا ہوں تاکہ تم ان کے متعلق میرا احتساب کرسکو۔ میری یہ ذمہ داری ہے کہ تمہارے خراج اور زکوٰۃ کی رقم مقررہ طریقوں سے وصول کروں اور جب یہ اموال میرے پاس آ جائیں تو انہیں ٹھیک مصارف پر خرچ کروں۔ تمہارے مالوں میں میرا حق صرف اتنا ہے جتنا یتیم کے مال میں اس کے سرپرست کا ہوتا ہے۔ میری ایک ذمہ داری یہ بھی ہے کہ تمہاری سرحدوں کی حفاظت کروں اور تمہیں ہلاکت کے منہ میں نہ دھکیلوں"۔

(جاری ہے)

نامے میرے نام

ٹی وی پروگرام۔ "حقیقت دین"

محترم ڈاکٹر اسرار صاحب' السلام علیکم

ٹی وی پر عرصہ دراز سے آپ کی تقریروں سے استفادہ ہو رہا ہے۔ مگر موجودہ پروگرام "حقیقت دین" کے حوالے سے ہر تقریر سن کر علم میں اضافہ ہی نہیں ہوتا بلکہ اللہ اور محمد رسول اللہ ﷺ کی تازہ خوشبو ہم تک پہنچ جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ کو لمبی عمر نصیب کرے تاکہ میں تاحیات آپ کے علمی خزانے سے مستفید ہوتا رہوں۔ میرا پہلا عید کارڈ ہے اور میری عمر ۲۷ سال ہے۔ جب کبھی پشاور تشریف لائیں تو اپنی ملاقات سے ضرور نوازیں۔ اشفاق میر صاحب مجھے عرصہ دراز سے جانتے ہیں۔

خیر اندیش

غلام محمد اعوان

سرور آٹو موبائلز

۱۸۔ صدر روڈ' پشاور

☆ ☆ ☆

پیغام عید۔ ایک لمحہ فکریہ

رفقاءِ محترم!

آپ سب کو اور آپ کے تمام گھر والوں کو عید مبارک۔ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ سب کو ایسی عیدیں نصیب فرمائے۔ (آمین) میں اس موقع پر اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے ہمیں اپنی زندگی میں ایک موقع اور عطا فرمایا کہ ہم اس بابرکت مہینے یعنی رمضان المبارک کے روزے رکھ سکیں۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعاگو ہوں کہ وہ ہمارے روزے' ہماری نمازیں' اور ہمارا صدقہ و خیرات اور ان تمام نیک اعمال کو قبول فرمالے۔ جو ہم اس کی توفیق سے اس ماہ مبارک میں سرانجام دے سکے۔ اللہ ہم سب کو دونوں دنیا اور آخرت میں اپنی رحمت سے نوازے (آمین)

حدیث قدسی کے مطابق حضور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

"روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں۔ پہلی خوشی وہ اس وقت محسوس کرتا ہے جب وہ روزہ افطار کرتا ہے اور دوسری خوشی وہ اس وقت حاصل کرے گا جب وہ اپنے روزے کی بدولت اللہ تبارک و تعالیٰ سے ملاقات کرے گا"۔ (صحیح بخاری' حدیث ۱۷۷۱)

آج جب کہ ہم عید کی خوشیاں منا رہے ہیں۔ ہمیں ان خوشیوں کے دوران اپنے ان مسلمان بھائیوں اور بہنوں کو نہیں بھولنا چاہئے جو فلسطین' کشمیر' افغانستان اور سوڈان میں طاغوتی طاقتوں کے خلاف جہاد کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ان کے مشن میں کامیابی عطا فرمائے اور ان کی قربانیوں کو قبول فرمائے۔ (آمین)

رمضان آکر چلا گیا ہے اس کا مقصد یہ نہیں تھا کہ ہم اپنے آپ کو دن کے ۱۱ گھنٹے صرف کھانے پینے سے روکے رکھیں۔ اس کا مقصد دراصل یہ تھا کہ ہم کچھ سبق سیکھ سکیں اور اس کے ساتھ ساتھ ہماری روحانی اور اخلاقی تربیت ہوسکے۔ رمضان میں روزے رکھنا ایک خاص جذبہ ہے۔ یہ جذبہ انسان میں تقویٰ اخلاص اور صلہ رحمی جیسے اوصاف پیدا کرتا ہے۔ اور خیرات و سخاوت میں اضافے کا باعث بنتا ہے۔ روزہ پوری امت میں اتفاق و اتحاد کے احساسات پیدا کرتا ہے یہ غم و غصہ' نفرت' حسد' اور آپس میں بغض و دشمنی جیسی بیماریوں کو دلوں سے دور کرنے کا سبب بنتا ہے۔ اور ہر روزہ دار کے دل میں بھلائی و محبت جیسے احساسات بیدار کرتا ہے۔

ہم اپنے آپ کو خود غرضی' لالچ' حسد اور نفرت سے پاک کرنے کے لئے روزہ رکھتے ہیں۔ ہم اپنے آپ میں نظم و ضبط اور اپنے نفس پر قابو پانے کے لئے روزہ رکھتے ہیں۔ اس سے ہر روزہ دار کی روح پر خلوص اور اللہ کی معرفت جیسے خوبصورت احساسات کے نشانات یا کچھ حد تک باقی رہ جاتے ہیں۔ آیئے ہم عہد کریں کہ رمضان کی روح پرور برکات کو رمضان کے جانے کے بعد بھی زندہ رکھنے کی کوشش کریں گے اور ان تمام باتوں سے بچنے کی کوشش کرتے رہیں گے جن سے روزے کی حالت میں ہم اجتناب برتا کرتے تھے۔

ملاحت قریشی

نیویارک' امریکہ

غیر ملکی قرضوں کا جال اور پاکستان کی آزادی

عالمی سود خوروں نے قرضے کا قطرہ ایک بار پھر ہمارے خشک منہ میں ٹپکا دیا۔ ۱۹۷ ملین ڈالر کی حقیر رقم ہماری آزادی' معیشت اور مستقبل کی قیمت ٹھہرائی گئی ہے ایک بار پھر ہماری تمام اقتصادی' معاشی اور سیاسی پالیسی پر آئی ایم ایف اور دوسرے عالمی اداروں کے ذریعے امریکہ کو تسلط کا حق حاصل ہو گیا ہے۔ سابق وزیر اعظم میاں نواز شریف کو جس طرح بیرونی قوتوں کے حکم پر قانون و آئین کے منافی جیل سے نکال کر سعودی عرب پہنچایا گیا تو اس سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ پاکستان کی حکومت اور عوام اپنی آزاد مرضی اور اپنے آئین کے بجائے امریکہ کی مرضی اور حکم کے پابند ہیں۔ ہماری آزادی کے سلب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ہم قرضوں کے جال میں بری طرح پھنس چکے ہیں۔

غیر ملکی قرضوں کا مسئلہ بہت پرانا ہے ایوب خان کے

> اقتصادی ماہرین کا یہ کہنا کہ معیشت
> سنبھل رہی ہے' سفید جھوٹ ہے

زمانہ میں بھی ہم مقروض تھے لیکن تب ہر پاکستانی صرف ساٹھ روپے کا مقروض تھا آج ہمارا ہر شہری یہاں تک کہ نوزائیدہ بچہ بھی ۲۵۰۰۰ روپے کا مقروض ہے۔ موجودہ ۳۷ بلین ڈالر (۲۳ کھرب پاکستانی روپے) کا غیر ملکی قرضہ اگر عوام کو ادا کرنا پڑے تو ہر خاندان پر دو لاکھ روپے سے زائد کا بوجھ پڑے گا جس میں صدر مملکت سے لے کر ایک غریب مزدور اور ہاری سب ہی شامل ہوں گے۔ قیام پاکستان کے وقت ایک ڈالر ہمارے ایک روپے کے برابر تھا جو ایوب دور میں بڑھ کر نو روپے کا ہو گیا اور آج ساٹھ روپے تک پہنچ چکا ہے۔ اب ہماری پوزیشن یہ ہے کہ ہمیں اس سال پانچ ارب ڈالر (تین سو ارب روپے) ادا کرنے ہوں گے جبکہ ہماری مجموعی برآمدات کا حجم بے پناہ کوششوں کے باوجود آٹھ ارب ڈالر سے زیادہ نہیں ہو سکا۔ دوسری طرف پوری کوشش کے باوجود ٹیکسوں کی مد میں ایک سو ارب روپے سے زیادہ اضافے کی امید نہیں۔ ماضی کے تجربات' معروضی حالات اور مستقبل کے امکانات کو نگاہ میں رکھیں تو اس بات کا دور دور تک امکان نظر نہیں آتا کہ پاکستان یہ قرضے ادا کر سکتا ہے۔ ہمارے موجودہ حکمران اب تک دعوے کر رہے ہیں کہ ہم یہ قرضے ادا کریں گے لیکن عملی صورت یہ ہے کہ یہ بھی پرانے قرضے ادا کرنے کے بجائے نئے قرضے لے رہے ہیں۔ ہم اپنے بل بوتے پر اغیار کا بچھایا ہوا غلامی کا یہ جال توڑ سکتے ہیں لیکن اس کام کے لئے جس درویش صفت اور

جنرل حمید گل

بے لوث قیادت کی ضرورت ہے ہم اس سے محروم ہیں۔ ہمیں وہ لیڈر شپ میسر نہیں جس کی آواز پر ساری قوم لبیک کہے اور شعب ابی طالب میں محصور ہونے کا آپشن قبول کرنے پر آمادہ ہو لہٰذا موجودہ صورت حال کے تناظر میں دو ہی آپشن رہ جاتے ہیں۔

❶ یہ ناقابل تردید حقیقت ہے کہ یہ Odious Loans ظالمانہ اور غلیظ قرضے لیتے وقت ہماری حکومتوں نے قوم سے نہیں پوچھا۔ چاہے وہ مارشل لاء کی غیر جمہوری حکومتیں ہوں یا عوام کے ووٹوں سے منتخب ہونے والی جمہوری حکومتیں' عوام سے کسی نے بھی پوچھنے کی تکلیف گوارا نہیں کی لہٰذا ان جبری قرضوں کی ادائیگی کا بوجھ غریب عوام پر ڈالنا آئین' قانون اور اخلاق کے کسی قرینے سے جائز نہیں۔

❷ ان کی دیدہ دانستہ غلط پلاننگ قرضے دینے والے ملکوں اور اداروں نے کی۔ اس دانستہ بدانتظامی کا نتیجہ یہ نکلا کہ اتنے بھاری قرضوں سے ملک اور قوم کو فائدہ نہ پہنچا سوائے ایوب دور کے جب تربیلا اور منگلا وغیرہ تعمیر ہوئے۔ گزشتہ بارہ برس کے دوران ۲۳ ارب ڈالر کے قرضے لئے گئے ان سے پاکستان کو کیا حاصل ہوا۔ سوائے موٹر وے کے جو ان قرضوں میں شامل نہیں۔ کوئی چھوٹا بینک بھی غیر معینہ یا ناقص منصوبے کیلئے قرض نہیں دیتا تو آئی ایم ایف اور عالمی بینک نے قرضے کیوں دیئے؟

دراصل یہ رقم قرض دینے والوں کے ایماء پر لوٹ لی گئی اور لوٹ مار کا یہ مال ان ہی بینکوں میں چلا گیا جہاں سے آیا تھا۔ جبکہ اب تو لوٹ کے مال کے پیچھے لوٹنے والے بھی وہاں جا پہنچے ہیں۔ لہٰذا قانون' اخلاق اور عقل و منطق کے کسی اصول کے تحت پاکستان کے عوام پر یہ بوجھ نہیں ڈالا جا سکتا۔ بدانتظامی کی ذمے داری سے قرض دینے والے بھی بری الذمہ نہیں ہو سکتے۔

قرض دینے والے بینک اور ملک دیکھ رہے تھے اور اچھی طرح جانتے تھے کہ یہ قرضے قوم کے چند افراد کے

> جب ہم جھوٹے سہاروں کو چھوڑیں گے تو
> اللہ تعالیٰ بھی ہمیں تنہا نہیں چھوڑیں گے

مفادات پر خرچ ہو رہے ہیں۔ ان عالمی اداروں کو معلوم تھا کہ ان قرضوں کا ثمر عوام کو نہیں ملے گا لیکن چونکہ قرض لینے والے ان کے سیاسی اور معاشی ایجنڈے پر عمل پیرا تھے اس لئے وہ کسی اصول اور ضابطے کے بغیر ہمیں رقوم جاری کرتے رہے' مقروض ملکوں میں ان قرضوں کی مدد سے من پسند حکومتیں بھی لاتے رہے اور ان قرضوں کے عوض ایسی اقتصادی پالیسیاں بناتے اور چلاتے رہے جن سے غریب' غریب تر اور امیر' امیر تر ہو۔ وہ دیکھ رہے تھے کہ عوام کے نام پر لیا گیا قرضہ چند افراد کے بینک اکاؤنٹس میں پہنچ رہا ہے۔ کون بتا سکتا ہے کہ گزشتہ بارہ برس میں لیا گیا ۲۳ ارب ڈالر (ساڑھے تیرہ کھرب روپے) کا قرضہ کہاں گیا' کسی کو کچھ پتہ نہیں کہ یہ قرض کہاں خرچ ہوا؟ اس کے علاوہ نواز شریف دور میں عوام کے منجمد گیارہ ارب ڈالر (چھ سو ساٹھ ارب روپے) کا بھی کچھ پتہ نہیں۔ موجودہ حکومت نے احتساب کا وعدہ کیا تھا لیکن اس نے سابق وزیر اعظم کو ملک سے باہر جانے کی اجازت دی' ایسا لگتا ہے کہ اسے بھی احتساب کے پورے سلسلے کو فراموش کرنے میں ہی عافیت نظر آتی ہے۔

❸ قوم کو ان ظالمانہ قرضوں میں جکڑ کر نہ صرف یہ مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ ہمارے قرضے مع سود واپس کرو بلکہ یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ تمہاری روٹی' روزگار اور روشنی کا فیصلہ بھی ہم کریں گے۔ چنانچہ آئی ایم ایف کے کہنے پر گیس' بجلی اور آٹے پر غریبوں کیلئے رعایت بھی ختم کر دو' کرنسی کی قیمت کم کرو' اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ اپنے تمام ذرائع اور وسائل کثیر ملکی (Multi National) کمپنیوں کے حوالے کر دو۔ ایٹمی صلاحیت ختم کرنے کیلئے سی ٹی بی ٹی کا سہارا لیا جا رہا ہے۔

کشمیر کے معاملے میں پسپائی پر مجبور کیا جا رہا ہے اور ان سارے معاملات کے لئے قرضوں کو ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے۔

ہمارے اقتصادی ماہرین کہہ رہے ہیں کہ ہماری معیشت سنبھل رہی ہے۔ یہ ایک سفید جھوٹ ہے' عوام معاشی بدحالی اور بیروزگاری کے ہاتھوں خودکشی کر رہے ہیں۔ مہنگائی ناقابل برداشت ہو چکی ہے۔ بجلی' پیٹرول اور گیس کی قیمتیں بار بار بڑھائی جا رہی ہیں۔ یہ کیسی معاشی ترقی ہے؟ ہم پانچ ارب ڈالر سالانہ ادا کر کے کیسے ترقی کر سکتے ہیں؟ یہ سلسلہ جاری رہا تو آئندہ چند برسوں کے اندر قرضے کی قسطیں ہمارے مجموعی بجٹ سے بھی بڑھ جائیں گی' معیشت کا احیاء تو کجا الٹا ہماری آزادی اور بقا خطرے میں ہے۔ ہمارے اقتصادی دانشوروں کا کہنا ہے کہ اگر ہم نے قرضے دینے سے انکار کیا تو ہمیں ڈیفالٹ قرار دے کر دنیا میں تنہا کر دیا جائے گا' برآمدات نہیں ہوں گی' ایل سی نہیں کھلے گی' یہ دانش بھی مغرب سے ہمارے ہاں آئی ہے۔ یہ مفروضہ ہی غلط ہے کہ ہماری برآمدات ختم ہو جائیں گی۔ برآمدات کا سلسلہ چین' افغانستان' ایران اور دیگر اسلامی اور عرب ممالک سے جاری رہ سکتا ہے جن پر کوئی قدغن نہیں لگائی جا سکتی۔ اس طرح ایک نیا تجارتی بلاک وجود میں آ سکتا ہے' ہمارا سب سے زیادہ خرچ تیل پر ہوتا ہے جس کے بدلے ہم تیل پیدا کرنے والے ممالک کو چاول' گندم اور کپاس برآمد کر سکتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ڈیفالٹ کرنے والا پاکستان پہلا ملک نہیں ہو گا۔ لاطینی امریکہ کے سولہ ملک ڈیفالٹ کر چکے تھے جس کے بعد ان کی معیشت میں بہتری کے آثار پیدا ہوئے ہیں جہاں تک تنہائی کا معاملہ ہے تو چین اور روس نے سیاسی طور پر تنہا ہو کر ہی ترقی کی۔ دراصل یہ اقتصادی دانشور ایک سازش کے تحت ہمیں سمجھانے پاکستان آتے ہیں اور ہر بار ہمیں ایٹمی پروگرام' کشمیر اور دفاعی بجٹ میں کمی کرنے کی تلقین کر کے قرضوں کا سلسلہ دوبارہ چالو کرا دیتے ہیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ اقتصادی اور سیاسی تنہائی پاکستان کے حق میں خوش بختی کا ذریعہ ثابت ہو سکتی ہے۔ میرے یقین کے پیچھے ٹھوس دلائل ہیں:

* سب سے اہم بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی امداد ہمیں حاصل ہو گی۔ جب ہم تمام جھوٹے سہاروں کو چھوڑ کر صرف اس کا دامن تھامیں گے تو وہ ہمیں تنہا نہیں چھوڑے گا۔ ہم پیغمبر آخر الزمانؐ کے نام لیوا ہو کر تنہائی سے کیوں ڈریں جنہوں نے شعب ابی طالب میں رہ کر اقتصادی مقاطعے کا سامنا کیا اور جنگ احزاب میں دشمنانِ اسلام کی متحدہ قوت کو پسپا کیا۔
* دنیا میں وہ تمام ممالک جنہیں سیاسی طور پر تنہا کیا گیا اور جن کے خلاف استعماری ملکوں نے اتحاد کیا وہ اپنے قدموں پر کھڑے ہو گئے۔ ان کے عوام کے خفیہ جوہر بروئے کار آ گئے۔ جاپان' روس' چین اور ان گنت دوسرے ممالک کو بطور مثال پیش کیا جا سکتا ہے۔ چین پاکستان کے بعد وجود میں آیا وہ آج کہاں کھڑا ہے۔ ایران' عراق' سوڈان اور لیبیا کو تنہا کیا گیا لیکن وہ سب زندہ رہے' کیوبا ایک چھوٹا سا بے وسیلہ ملک ہے اس کو تنہا رکھا گیا لیکن فیڈرل کاسترو کا بال تک بیکا نہ ہو سکا۔ پاکستان تو ایٹمی طاقت ہے' اسے تنہا رکھنا اول تو ناممکن ہے اور اگر ایسا ہوتا ہے تو پاکستان ملت اسلامیہ کا قائد بن جائے گا پھر عین ممکن ہے کہ تیل کی دولت سے مالا مال اسلامی ممالک پاکستان کے قرضے اتارنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ وہ اگر مغرب کی استعماری افواج کو اربوں ڈالر کی تنخواہ دے سکتے ہیں تو پاکستان کو اس مشکل سے نکالنے میں مدد کیوں نہیں دے سکتے۔

ہماری حکومت اور عوام اپنی آزادانہ رائے اور اپنے آئین کے بجائے امریکہ کی مرضی اور حکم کے پابند ہیں

* تنہائی کی مصیبت میں ایک رحمت یہ بھی ہو سکتی ہے ہم اس سے فائدہ اٹھا کر پاک سرزمین کو اسلامی نظام کی برکات سے فیض پہنچانے کے قابل ہو جائیں گے۔ اسلام کو عروج اور ترقی شعب ابی طالب میں فاقہ کشی اور غزوۂ خندق میں پیٹ پر پتھر باندھنے کے بعد ملی تھی۔ ہمارے لئے بھی تنہائی کوئی تباہی نہیں لائے گی بلکہ ہم یکسو ہو کر نئے نظام کی بنیاد رکھیں گی۔
* پاکستان میں قیادت کا بحران اس وجہ سے پیدا ہوا کہ استعماری طاقتوں نے ہماری آزادی پر کنٹرول کیا اور اپنے ایجنٹ اور کرائے کے لیڈر پاکستان پر مسلط رکھے اور عوام کو کوئی مخلص قائد نہ مل سکا۔ پاکستان تنہا ہو گا تو عوامی مزاحمت کی رہنمائی کرنے والی حقیقی قیادت ابھرے گی جو اپنے مفادات پر عوام کو قربان کرنے اور ان کا خون چوسنے کے بجائے اپنے جان و مال کی قربانی پیش کرے گی۔ ایک حقیقی لیڈر شپ پیدا ہو گی جو پاکستان کو موجودہ بحران سے نکالنے کی اہل ہو گی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ چین نے تنہائی اختیار کی تو اسے ماؤزے تنگ اور چو این لائی جیسے بے نفس اور بے لوث لیڈر ملے۔ یہ سامنے کی بات ہے کہ جن ممالک کو تنہا کیا گیا ان کے لیڈروں کا دور قیادت طویل تر ہے۔ چین کے ماؤزے تنگ' شمالی کوریا کے کم ال سنگ' کیوبا کے فیڈرل کاسترو' لیبیا کے معمر قذافی اس کی مثال ہیں۔ ایران کے خمینی زندگی کے آخری سانسوں تک عوام کے دلوں میں زندہ رہے۔ اسی طرح صدام امریکہ اور مغرب کی تمام تر مخالفت کے باوجود تیس برس سے ڈٹے ہوئے ہیں۔ اس کے برعکس جو حکمران مغرب کے سامنے جھک گئے ان کا دورانیہ چند سال کا ہوتا ہے چونکہ وہ اپنے آقاؤں سے مخلص ہوتے ہیں اور قوم کے وفادار نہیں ہوتے' اس لئے قوم انہیں جلد ہی نظروں سے گرا دیتی ہے۔

میں سمجھتا ہوں ہمارے سامنے عزت و آبرو کا راستہ کھلا ہے ہمیں پوری قوت سے اعلان کر دینا چاہئے کہ ہم غیر ملکی قرضے ادا نہیں کر سکتے اور نہ قرضوں کی خاطر اپنے ملک کی آزادی کو امریکہ کے پاس گروی رکھ سکتے ہیں۔ اگر ہم سسک سسک کر اور ذلت سے جینا نہیں چاہتے۔ اگر ہم یہ نہیں چاہتے کہ مٹھی بھر غیر ملکی ایجنٹ قوم کا مال لوٹ کر غیر ملکی بینکوں میں لے جائیں اور ہمارے قومی مجرموں کو امریکہ ہمارے آئین و قانون کے ہاتھوں چھڑا کر لے جائے تو ہمیں مزاحمت کرنی ہو گی' ہمیں قرضوں کی سازش کا شکار بننے سے صاف انکار کرنا ہو گا۔ ہم اپنے ایمان' نظریئے اور آزادی سے دستبردار نہیں ہو سکتے۔ ہمیں عزت سے جینا ہے تو عزت سے مرنے کے لئے بھی تیار رہنا ہو گا۔ سرنڈر کی پالیسی سے موت نہیں ٹلتی' اس لئے ہمیں اعلان کر دینا چاہئے کہ ہم ذلت سے جینا اور مرنا نہیں چاہتے۔

لہٰذا اب ہمارے حکمرانوں کے سامنے دو ہی راستے ہیں تعبت وگ امریکہ کے ساتھ کھڑے ہوں یا اپنی مظلوم مگر غیرت مند قوم کے ساتھ' درمیان کا کوئی راستہ نہیں!!

مولانا ضیاء القاسمی کے سانحہ ارتحال پر
تنظیم کی مجلس عاملہ کی تعزیتی قرارداد

تنظیم اسلامی کی مجلس عاملہ کے حالیہ اجلاس میں' جو امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کی زیر صدارت قرآن اکیڈمی لاہور میں منعقد ہوا' سپاہ صحابہؓ کے سرپرست اعلیٰ مولانا ضیاء القاسمی کی وفات پر تعزیتی قرارداد منظور کی گئی جس میں مرحوم کی دینی خدمات بالخصوص اتحاد بین المسلمین کے ضمن میں مرحوم کی مساعی کو خراج عقیدت پیش کیا گیا۔ قرارداد میں کہا گیا کہ مرحوم ایک بلند پایہ مقرر' قابل احترام عالم دین اور ملت کا درد رکھنے والے ایک عظیم دینی و مذہبی رہنما تو تھے ہی وہ ایک باہمت' بے باک اور دینی حمیت و غیرت رکھنے والے پکے سچے مسلمان بھی تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر و استقامت کے ساتھ اس صدمے کو جھیلنے اور مولانا مرحوم کے مشن کو آگے بڑھانے کی توفیق اور ہمت عطا فرمائے۔ (آمین)

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

لاہور میں "المہاجرون" کی

"آئین خلافت کانفرنس"

مرزا ندیم بیگ

نظام خلافت کاعالمی سطح پر قیام ہر ذی شعور مسلمان کی دلی آرزو اور تمنا ہے۔ پاکستان میں امیر تنظیم اسلامی و داعی تحریک خلافت پاکستان جناب ڈاکٹر اسرار احمد ایک عرصہ سے اس کے قیام کے لئے کوشاں ہیں اور جس طرح سے آپ نے نظام خلافت کی ضرورت و اہمیت' اس کے خد و خال اور اس کے نفاذ کے طریق کار کو واضح کیا بلاشبہ وہ انہی کا حصہ ہے۔

نومبر میں پاکستان کے متعدد بڑے شہروں میں اہل پاکستان کے لئے ایک اجنبی تنظیم "حزب التحریر" نے تمام اہم سڑکوں اور چوکوں کو نظام خلافت کی دعوت پر مبنی بینرز اور جہازی سائز کے ہورڈنگز سے مزین کر دیا اور تمام شہر میں دعوتی ہینڈ بل تقسیم کئے۔ ابھی لوگ ان کی دعوت سے پوری طرح واقفیت حاصل نہیں کر سکے تھے کہ ایک اور اجنبی تنظیم "المہاجرون" نے اسی انداز میں "یلغار" کر دی۔

> خلافت کی برکات تو تمام مقررین نے پیش کیں مگر اس کے غلبے کا طریقہ کار بیان نہیں کر سکے

حزب التحریر کے بانی شیخ تقی الدین نبہانی کا تعلق اردن سے تھا۔ وہ الاخوان المسلمون کے بانی اور مرشد عام حسن البناء شہید کے ساتھیوں میں سے تھے۔ حزب التحریر نظام خلافت کے قیام کی علمبردار ہے تاہم ان کے نزدیک قیام خلافت کا واحد طریق کار یہ ہے کہ فوج میں ہم خیال لوگوں کا ایک گروپ پیدا کیا جائے اور فوجی بغاوت کے ذریعے نظام خلافت برپا کیا جائے۔ اپنے ان خیالات کے باعث اس تحریک پر تمام عرب ممالک میں پابندی لگا دی گئی چنانچہ اس تحریک سے وابستہ لوگ یورپ اور امریکہ میں پناہ گزین ہو گئے۔

المہاجرون کا قیام ۳ مارچ ۱۹۸۳ء کو جدہ میں ہوا اس کے امیر اور بانی شیخ عمر بکری محمد الحلی الشافعی جو ان دنوں انگلینڈ میں مقیم ہیں ابتداء میں حزب التحریر میں شامل تھے بلکہ اس کے نمایاں لوگوں میں سے تھے۔ تاہم ۱۶ جنوری ۱۹۹۶ء کو انہوں نے برطانیہ میں المہاجرون کو ایک آزاد اسلامی موومنٹ کے طور پر متعارف کرایا۔ گویا حزب التحریر اور المہاجرون کی تاریخ ایک ہی ہے' چند سال پہلے ہی ان دونوں میں علیحدگی ہوئی ہے۔ اگست ۱۹۹۴ء میں لندن کے ویمبلے ایرینا ہال میں حزب التحریر کے زیر اہتمام ہونے والی انٹرنیشنل خلافت کانفرنس میں امیر تنظیم اسلامی جناب ڈاکٹر اسرار احمد نے شرکت کی تھی۔ تب المہاجرون کے بانی شیخ عمر بکری بھی حزب التحریر کے رکن تھے۔ ان دونوں تحریکوں میں عرب نوجوانوں کی تعداد زیادہ شامل ہے اور یہ وہ نوجوان ہیں جو امریکہ اور برطانیہ کے معاشروں میں پلے بڑھے ہیں۔

گزشتہ ماہ المہاجرون نے "آئین خلافت کانفرنس" کا اعلان کیا جو ۲۵ دسمبر کو ہوئی۔ ہینڈ بلز اور بینرز پر الحمرا ہال نمبر ایک کی اطلاع تھی جب وہاں پہنچے تو معلوم ہوا کہ کانفرنس ہال نمبر ۲ میں ہو رہی ہے۔ جس کی گنجائش اور نشستوں کی تعداد ہال نمبر ۱ کے مقابلے میں آدھی سے بھی کم ہے۔ کانفرنس کی ہال نمبر دو میں منتقلی کے باوجود شرکاء کی حاضری مایوس کن تھی۔ کانفرنس کے دو سیشن تھے ایک نماز عصر سے قبل اور دوسرا نماز مغرب تک تھے۔ سب سے پہلے مقرر امیر تنظیم المہاجرون لاہور نجیل ابوابراہیم نے خلافت کی اہمیت قرآن وسنت کی نظر میں کے موضوع پر خطاب کیا۔ انہوں نے اپنے خطاب میں موضوع پر گفتگو کرنے کی بجائے موجودہ نظام اور حکمرانوں کے بارے میں بہت سخت زبان استعمال کی۔ ان کے ایک اور مقرر ضرار اسماعیل نے انگریزی میں تقریر کی۔ انہوں نے بھی موضوع کو پس پشت ڈالتے ہوئے قریباً انہی خیالات کا اظہار کیا جو ان کے پیش رو کر چکے تھے۔ نماز عصر کے وقفے کے بعد دوسرا سیشن شروع ہوا تو تیسرے مقرر عبدالرحمٰن سلیم تھے جن کے بارے میں سٹیج سیکرٹری نے یہ کہا کہ یہ المہاجرون کے ترجمان ہیں۔ ان کی گفتگو کسی اعتبار سے مربوط تھی مگر یہ بھی موجودہ نظاموں کے نقائص تو بیان کرتے رہے لیکن نظام خلافت کیا ہے اور یہ کس طرح آئے گا اس پر کوئی بات نہیں کر سکے۔ آخری مقرر امیر المہاجرون پاکستان عدیل شاہد تھے جو اپنی تقریر میں جوش کے ساتھ ہوش کو برقرار نہ رکھ سکے۔ خلافت کی برکات تو بیان کیں مگر اس چیز کو بیان کرنے سے قاصر رہے کہ نظام خلافت پاکستان میں کیسے غالب ہو گا۔

امیر لاہور نجیل ابوابراہیم کی جانب سے اعلان کے باوجود سوالات کی نشست نہیں ہو سکی حالانکہ انہوں نے اپنے اعلان میں دعویٰ کیا تھا کہ ہم ہر فرد کو مطمئن کر کے جائیں گے۔ منتظمین کانفرنس نے حاضرین کے لئے پر تکلف افطاری کا بھی انتظام کیا ہوا تھا۔

> ڈاکٹر اسرار احمد نے نظام خلافت کے خدوخال واضح کر کے دنیا میں مثال قائم کر دی

پاکستان میں المہاجرون کی آئین خلافت کانفرنس پر یقیناً غلبہ دین کی کوشش کرنے والے مسلمانوں کو خوشی ہوئی ہے مگر حزب التحریر اور المہاجرون سے یہ گزارش ہے کہ وہ نظام خلافت کی برکات کے ساتھ ساتھ لوگوں کو یہ بھی بتائیں کہ موجودہ دور میں اس نظام کی صورت کیا ہو گی اور اسے کیسے غالب کیا جا سکتا ہے۔ اگر وہ یہ کام نہیں کرتے تو محض نعرہ بازی یا جذباتی تقریروں' بینرز کے لٹکانے اور ہورڈنگز بورڈز کے نصب کرنے سے یہ کام نہیں چلے گا۔

اللہ کے فضل و کرم سے یہ کام جس طور امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے کیا ہے وہ قابل ستائش ہے' یعنی آپ نے دور خلافت راشدہ کے سیاسی نظام اور عہد حاضر میں اسلامی ریاست یا نظام خلافت کے سیاسی و دستوری ڈھانچے میں فرق و تفاوت سے لے کر اس کے غلبہ قیام کے لئے کن کن مراحل سے گزرنا لازم ہے' تمام چیزیں تحریر اور تقریر کے ذریعے واضح کر دی ہیں۔ ہاں اگر المہاجرون اور حزب التحریر کے ساتھی ان میں کسی چیز کو مبہم یا غلط سمجھتے ہیں تو وہ آئیں اور ہم سے بات کریں ہم انہیں خوش آمدید کہیں گے کیونکہ امیر تنظیم اسلامی اگر خلافت سیمینارز میں سیکولر حضرات کو بلا کر اس پر گفتگو کی دعوت دے سکتے ہیں تو ہم اور آپ تو ایک ہی راہ کے مسافر ہیں۔

دعائے صحت

تنظیم اسلامی کے حلقہ لاہور کے امیر اور "ندائے خلافت" کی ادارتی ٹیم کے اہم رکن' مرزا ایوب بیگ صاحب کا گزشتہ دنوں ہرنیا کا آپریشن ہوا۔ موصوف بحمد اللہ گھر منتقل ہو چکے ہیں۔ رفقاء و احباب سے ان کی کامل صحت یابی کی دعا کی درخواست ہے۔

نائب امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید کا

امریکہ کے قلب شکاگو میں دورۂ ترجمۂ قرآن

رمضان اور قرآن کا چولی دامن کا ساتھ ہے' رسول اکرم ﷺ کا رمضان المبارک میں جبریل امینؑ کے ساتھ قرآن کا دورہ فرمانا اسی اہمیت کے پیش نظر تھا۔

انسانی صلاح و فلاح کے لئے کتاب اللہ کے ساتھ ایسے کتاب دان رجال دین کی بھی ضرورت ہوتی ہے جو افراد امت کو ان کا بھولا ہوا سبق یاد دلائیں اور کتاب کا صحیح مفہوم اور صحیح عمل سکھا سکیں۔ اسی مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے ۱۹۸۴ء میں ماہ رمضان المبارک میں نماز تراویح کے ساتھ دورۂ ترجمۂ قرآن کا نہایت خوبصورت اور جامع سلسلہ شروع کیا تھا۔

پچھلے سال کی طرح اس سال بھی نائب امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید صاحب نے شکاگو میں نہایت کامیابی کے ساتھ دورۂ ترجمۂ قرآن کروایا۔ اس بار یہ پروگرام اسلامک فاؤنڈیشن ولا پارک میں ہوا جو شکاگو کے معروف ترین اسلامک سنٹرز میں سے ایک ہے۔ اسلامک فاؤنڈیشن کی شاندار مسجد اپنی دلکشی اور حسن تعمیر کے لحاظ سے منفرد مقام رکھتی ہے۔ یہاں دورۂ ترجمۂ قرآن کا پروگرام نماز تراویح کے بعد شروع ہوتا تھا اور روزانہ اوسطاً ۳ گھنٹے پر محیط ہوتا تھا جس کے درمیان ۱۵ تا ۲۰ منٹ چائے کا وقفہ بھی اس کا مستقل حصہ تھا۔ جناب حافظ عاکف سعید صاحب نے جس محنت' لگن اور خلوص کے ساتھ اس پروگرام کے ذریعے حاضرین کا رابطہ کتاب اللہ سے جوڑا ہے کہ اس کے لئے سورۂ انبیاء کی آیت ۱۰ کے اس ٹکڑے کا حوالہ دینا شاید غلط نہ ہو گا کہ :

﴿كِتَابًا فِيهِ ذِكْرُكُمْ﴾

"یہ ایک کتاب ہے جس میں تمہارا تذکرہ ہے"۔

ہمیں بھی ایسا محسوس ہوا کہ اس کی ہر آیت ہم سے مخاطب ہے۔ نائب امیر تنظیم اسلامی نے آیات قرآنی کے رواں ترجمہ کے ساتھ ساتھ مختصر تفسیر' تاریخی حوالے' یادداشتیں' حدیثیں' اشعار غرض کہ دریا کو کوزے میں سمویا ہوا تھا۔

دنیا کی یہ عظیم ترین کتاب اپنی رحمتوں سے ہم سب کو کس کس طرح سیراب کرتی رہی' آیئے دیکھتے ہیں۔

اس پروگرام میں مرد حضرات کی اچھی خاصی تعداد کے ساتھ ساتھ خواتین بھی ذوق و شوق کے ساتھ شریک ہوتی رہیں۔ پروگرام میں پابندی کے ساتھ شریک ہونے والی بعض خواتین کے تاثرات درج کرنے سے پہلے ہم آپ کو بتاتے چلیں کہ اس مرتبہ شکاگو موسم کی سنگینی کا بہت بری طرح شکار ہوا ہے۔ ہڈیوں کا گودا تک منجمد کر دینے والی ٹھنڈ اور بے تحاشا برف باری نے شکاگو کو انٹارکٹیکا کی یاد دلا دی۔ لیکن الحمد للہ ایمان کی حرارت نے پروگرام میں شریک مرد اور خواتین شرکاء کے پائے استقلال میں کوئی لغزش نہیں آنے دی۔ اور شدید ترین

رعنا ہاشم خان

سردی' برف سے اٹے ہوئے راستوں اور ٹھنڈی ٹھار طوفانی ہواؤں کے باوجود پروگرام کا تسلسل بحمد للہ برقرار رہا اور حاضری میں کوئی نمایاں کمی نہیں ہوئی۔ موسم کی اس شدت کے پیش نظر محترمہ فرزانہ اکرام اپنے تاثرات

> ہڈیوں کا گودا منجمد کر دینے والی ٹھنڈ بھی شرکاء کے پائے استقلال میں لغزش پیدا نہ کر سکی

بیان کرتے ہوئے یوں گویا ہوئیں "اللہ کی رضا کی خاطر اس پروگرام میں شرکت کی کیفیت یہ ہے کہ ؎

اس برف پہ چل کر اگر آ سکو تو آؤ
میری جنت کے راستے میں کوئی کہکشاں نہیں ہے!

گویا اللہ تعالیٰ ہمارا امتحان لے رہے تھے۔ انہوں نے مزید کہا کہ قرآن کو سمجھے بغیر پڑھنے کا لطف ہی نہیں آتا ہمارے نام یہ اللہ تعالیٰ کا کھلا خط ہے۔ اس کو سمجھنے کے لئے دورۂ ترجمۂ قرآن جیسے پروگرام اور نائب امیر تنظیم اسلامی جیسے سکالرز کسی نعمت سے کم نہیں"۔

صبیحہ وحید نے کہا کہ میں نے دورۂ ترجمۂ قرآن کے اس پروگرام کو نہایت عمدہ اور معلوماتی پایا۔ زندگی میں پہلی مرتبہ ترجمہ اور تفسیر سنی' الحمد للہ بہت کچھ جانا ہے۔ اندازِ بیان بہت خوب تھا۔ انہوں نے خواہش ظاہر کی کہ پروگرام کا دورانیہ بڑھایا جائے۔

شمع رضوی نے اپنے تاثرات یوں بیان کئے کہ پہلی بار ترجمہ سنا ہے اور مزید سننے کا اشتیاق رکھتی ہوں' اللہ تعالیٰ نائب امیر تنظیم اسلامی کو صحت اور عمر دراز سے نوازے (آمین) اور وہ اسی طرح ہم کو دورۂ ترجمۂ قرآن سے مستفید کرتے رہیں۔ انہوں نے خواہش اور دعا کی کہ وہ بھی نائب امیر تنظیم اسلامی کی طرح قرآن کو پڑھنے اور سمجھنے لگیں۔

شمع محمود جو کہ تنظیم اسلامی شکاگو حلقۂ خواتین کی ناظمہ بھی ہیں کہا کہ بہت اچھا پروگرام تھا' میری دعا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کا شروع کیا گیا یہ پروگرام امریکہ کے ہر شہر میں ہو۔

نجمہ دیالہ نے پروگرام کو سراہتے ہوئے کہا کہ بہت مؤثر انداز میں دلائل کے ساتھ ہم کو قرآن سمجھایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس کی جزا دے۔ انہوں نے مزید کہا کہ میری خواہش ہے کہ اور لوگ بھی اس سے مستفید ہوں اور اللہ تعالیٰ ہم کو قرآن پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)!

خوشنودہ رفیق نے کہا کہ میں نے اس پروگرام کی بدولت بہت کچھ سیکھا اور سمجھا ہے۔ میری خواہش ہے کہ پروگرام آئندہ سال بھی ضرور ہو۔

تسنیم خان نے نائب امیر تنظیم اسلامی کے انداز بیان کو سراہتے ہوئے کہا کہ بہت مفید پروگرام تھا' بہت عمدہ طریقے سے وضاحت کے ساتھ سمجھایا گیا' آئندہ سال بھی منتظر رہیں گے۔ (ان شاء اللہ)

نازیہ لیاقت نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کی لگن اور شوق کو قبول کرے اور ہمیں قرآن پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ انہوں نے نائب امیر کا شکریہ بھی ادا کیا۔

معزز قارئین! امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد فرماتے ہیں کہ :

> "قرآن تمام انسانوں کی عملی اور علمی' دونوں سطحوں پر راہنمائی کرتا ہے۔ اسی لئے قرآن نے دقیق علمی مسائل کو تمثیلوں کے انداز میں بیان کیا ہے تاکہ ہر انسان اپنی ذہنی سطح کے مطابق حقائق کا کچھ نہ کچھ ادراک حاصل کر سکے۔ وہ لوگ جو فلسفیانہ سوالات پر غور و خوض کا فطری داعیہ رکھتے ہیں وہ قرآن مجید کی آیات میں بیان کردہ عمیق حقائق تلاش کر سکتے ہیں' جبکہ اوسط ذہانت کا حامل ایک فرد بھی اپنی استعداد اور ذوق کے مطابق کلام اللہ سے رہنمائی حاصل کر سکتا ہے"۔

لیکن افسوس کہ ہم مسلمان جن کو قرآن کے سیکھنے سکھانے اور اس کی دعوت و اقامت میں زندگی ختم کرنا اور کھپانا چاہئے تھی' ہم نے قرآن کو ثواب کا ذریعہ بنا کر

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

آئی ایم ایف کا ایجنڈا اور ہمارے حکمران

جس وقت موجودہ حکومت نے آئی ایم ایف کی شرائط پر عمل کرتے ہوئے پٹرول اور ڈیزل کی قیمتوں میں اضافے کا اعلان کیا' اس وقت "ظل سبحانی" چیف ایگزیکٹو پاکستان جنرل پرویز مشرف اپنی فیملی کے ہمراہ عوام کے دکھ میں غمگین ہو کر لاہور کے علاقے گوالمنڈی میں حکومت کی جانب سے قائم کردہ فوڈ سٹریٹ میں مچھلی' ہریسہ' بجی' فیرنی کھانے اور چائے اور قہوہ پینے میں مصروف تھے' انکے ہمراہ گورنر پنجاب جنرل (ر) محمد صفدر' کور کمانڈر لاہور جنرل محمد عزیز' ہوم سیکرٹری اور آئی جی پنجاب سمیت ان کے اہل خانہ بھی تھے۔ ملک سے غربت اور بھوک ختم کرنے کے مدعی جنرل پرویز مشرف نے فوڈ سٹریٹ کے

تیل کی قیمتوں میں اضافہ ایسے موقع پر کیا گیا ہے جب عالمی منڈی میں اس کی قیمتوں میں ریکارڈ کمی ہوئی ہے

کھانوں کی لذت کی تعریف کی اور اس طرح کے منصوبوں میں مزید محنت کی ہدایت بھی کی۔

قارئین محترم! تیل کی قیمتوں میں اضافہ ایسے وقت پر کیا گیا ہے جب عالمی منڈی میں تیل کی قیمتوں میں بے انتہا کمی ہوئی ہے۔ یعنی عالمی منڈی میں تیل کی قیمت ۲۹ ڈالر فی بیرل سے کم ہو کر ۲۲ ڈالر پر آ گئی ہے اور ایسے میں ہمارے وزیر خزانہ (جو حقیقت میں عالمی استحصالی ادارے آئی ایم ایف کے ایجنٹ لگتے ہیں) نے انتہائی ڈھٹائی سے یہ کہا کہ پیٹرولیم کی قیمتوں میں اضافہ آئی ایم ایف کے ساتھ ہونے والے معاہدے کا اہم جزو ہے اور اسی معاہدے پر عمل درآمد کے نتیجے میں پاکستان کو قرضے ملیں گے اور اسی کے تحت پیرس کلب سے بھی مالی امداد کی توقع ہے' اور یہی اضافہ نہیں بلکہ آئی ایم ایف کے ساتھ ہونے والے معاہدے کی رو سے ہمیں ہر تین ماہ بعد تیل کی قیمتوں میں اضافہ کرنا پڑے گا۔ پٹرول کی قیمتوں میں اضافے کے بعد واپڈا نے بھی نیپرا سے بجلی کی قیمتوں میں ۴۸ پیسے فی یونٹ اضافے کا مطالبہ کر دیا اور نیپرا نے فوری طور پر مطالبے پر غور شروع کر دیا اور امکان ہے کہ یہ مضمون چھپنے تک عوام پر بجلی مزید مہنگی ہو کر گرے گی۔

اقتصادی مشیر ڈاکٹر اشفاق حسین خان نے تیل کی حالیہ قیمتوں میں اضافہ پر کہا کہ اس سے مہنگائی میں اضافہ نہیں ہو گا بلکہ پہلے اضافے پر بہت شور مچا تھا نہ پہلے مہنگائی ہوئی ہے اور نہ اب مہنگائی ہو گی۔

فوڈ سٹریٹس میں کھابے کھانے والوں کے لئے واقعی یہ مہنگائی نہیں۔ حالانکہ یہ کس کو معلوم نہیں کہ پٹرول کی قیمتوں میں معمولی اضافے سے آٹے سے لے کر کفن تک مہنگا ہو جاتا ہے۔ عید الفطر کے عین دو دن بعد حکومت نے یہ اضافہ کر کے خودکشیوں' خود سوزیوں اور چوریوں' ڈاکوں کی شرح میں اضافے کا سامان مہیا کر دیا ہے۔ ہر بار

مرزا ندیم بیگ

کی طرح غریب عوام ہی کو قربانی کا بکرا بنایا گیا ہے۔ حالانکہ مزا تو تب تھا کہ حکومتی عہدیدار اپنے اخراجات میں بھی کمی کرتے مگر ان کے اخراجات کا عالم تو یہ ہے کہ وہ عین اس اعلان کے وقت ہریسے' مچھلی' چپل کباب اور بجی سے اپنے پیٹوں کی آگ بھر رہے تھے۔

کیا جنرل پرویز مشرف صاحب کے ذمے صرف یہ کام لگا ہے کہ وہ غریب سے اس کے منہ کا آخری نوالہ بھی چھین لیں کیونکہ احتساب کا جو نعرہ انہوں نے لگایا وہ شریف فیملی کے ملک سے باعزت رخصت ہونے کے بعد بے وقعت ہو گیا ہے۔ اب ان کے حکومت میں رہنے کا کوئی جواز نہیں رہا لیکن معلوم ایسا ہوتا ہے کہ جنرل صاحب آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کی چاکری کر رہے ہیں اور اس کے نامکمل ایجنڈے کی تکمیل ان کے ذمے ہے۔ حضور آپ کو کیسے بتایا جائے کہ آئی ایم ایف کی چاکری میں کامیابی نہیں اصل کامیابی اللہ اور اس کے رسولؐ کی چاکری کرنے میں ہے۔

پٹرول کی قیمتوں میں معمولی اضافے سے آٹے سے لے کر کفن تک مہنگا ہو جاتا ہے

قارئین محترم! ایک یہ دور حکومت ہے جس میں عوام کے لئے ایسے حالات پیدا کئے جا رہے ہیں کہ وہ دو وقت کی روٹی کو ترسیں اور نہ ملنے پر پھندوں سے جھول جائیں۔ دوسری جانب وہ دور ہے کہ جس میں حکمران وقت یہ کہتا ہے کہ اگر دجلہ و فرات کے کنارے کوئی کتا بھی پیاسا مر گیا تو آخرت کے دن عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اس کی پوچھ گچھ ہو گی۔ لہٰذا ہمارے حکمرانوں کو یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ وہ ایسے ہی چھوڑ دیئے جائیں گے۔ دنیا کی زندگی میں تو آئی ایم ایف کی چاکری سے کچھ دن اقتدار کے مزے مل جائیں گے مگر تاریخ گواہ ہے کہ پاکستان کے آئی ایم ایف کی چاکری کرنے والے سابق مطلق العنان اور ہیوی مینڈیٹ کے حامل حکمران اگر اقتدار میں نہیں رہے تو رہنا آپ نے بھی نہیں اور جب آخرت میں آپ کو پوچھا جائے گا کہ آپ کے دور اقتدار میں لوگ کیوں مرتے رہے تو اس وقت کیا جواب دیں گے۔ مگر شاید اس وقت یہ بات آپ کی سمجھ میں نہ آ سکے کیونکہ اقتدار کا خمار بہت بری چیز ہوتا ہے۔ اقتدار سے جانے کے بعد آپ کو احساس ہوا بھی تو اس وقت "اب پچھتائے کیا ہوت' جب چڑیاں چگ گئی کھیت" کے مصداق معاملہ ہو گا۔

غربت کے ہاتھوں زندگی سے بے زار پاکستانیوں سے بھی گزارش ہے کہ کب تک تک اپنے آپ کو اس طرح سے ہلاک کرتے رہو گے۔ بنیان مرصوص بن کر اس ملک میں اس انقلاب کے لئے راہ ہموار کرو جس کے آنے سے ظالموں کا خاتمہ اور اسلام کے نظام عدل و قسط کا بول بالا ہو جس میں انسانوں کے ساتھ ساتھ کتوں کی ضروریات زندگی پورا کرنے کی ضمانت بھی ہے۔

بقیہ : مکتوب شکاگو

"ختم" کرنا شروع کر دیا۔ یاد رکھئے پیغمبر کہیں گے کہ :

"اے پروردگار میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ رکھا تھا"۔ (الفرقان : ۳۰'۲۵)

لہٰذا بقول شاعر ؎

ترے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزولِ کتاب
گرہ کشا ہے نہ رازی نہ صاحب کشاف!

کے مصداق مغرب کی تقلید سے آزاد ہو کر' غلط عقیدوں سے علیحدہ ہو کر قرآنِ مجید فرقان حمید کا "مطالعہ" کیجئے۔ کیونکہ اگر ہم عملی طور پر قرآن کو اپنا لیں تو صرف آخرت نہیں' دنیا کی شوکت بھی ہماری منتظر ہو گی :

"جو لوگ ایمان رکھتے ہوں گے اور اچھے کام کرتے رہیں گے' ان سے اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ یقیناً انہیں زمین پر حاکم بنا دے گا"۔ (النور : ۲۴/۵۵)

انتقال پر ملال

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی پاکستان کے کیشئر جناب مرید حسین کے ماموں گزشتہ دنوں قضائے الٰہی سے انتقال کر گئے ہیں رفقاء و احباب سے مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔ اللھم اغفرله وارحمه وادخله فی رحمتک وحاسبه حسابا یسیرا

Vol : 10 Regd. CPL No.127 No.1
WEEKLY NIDA-I-KHILAFAT LAHORE

افہام و تفہیم

کیا ڈیفنس سیونگ سرٹیفکیٹ سے ملنے والا منافع سود ہے؟

غزوۂ ہند سے کیا مراد ہے؟ کیا سٹاک ایکسچینج کا نفع بھی سود ہے؟

قرآن آڈیٹوریم میں ہفتہ وار درسِ قرآن کے بعد امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد سے سوال وجواب کی نشست

س : جی پی فنڈ پر حکومت جو انٹرسٹ لگاتی ہے کیا وہ جائز ہے؟

ج : جی پی فنڈ تو کوئی بری شے نہیں ہے البتہ اس پر حکومت جو انٹرسٹ لگاتی ہے وہ ہرگز جائز نہیں کیونکہ وہ خالصتاً سود ہے۔ مولانا اشرف علی تھانوی نے پہلے ایک فتویٰ دیا تھا جو میرے علم میں تھا کہ وہ سود نہیں ہے لیکن بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ مولانا نے اپنی آخری عمر میں اس فتوے سے رجوع کر لیا تھا لہٰذا ان کی رائے میں بھی یہ سود ہے۔ جبکہ میرا تو شروع سے مؤقف رہا ہے کہ یہ سود ہے۔

س : غزوۂ ہند سے کیا مراد ہے؟ کشمیر میں اکثر جہاد کرنے والی تنظیمیں اس کا ذکر کرتی ہیں۔

ج : حضور ﷺ کی صحیح حدیث ہے جس میں ایک وقت میں دو غزوات کو جمع کیا گیا ہے:

((عن ثوبان مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : عِصَابَتَانِ مِنْ اُمَّتِیْ اَحْرَزَھُمَا اللّٰہُ مِنَ النَّارِ، عِصَابَۃٌ تَغْزُو الْھِنْدَ وَعِصَابَۃٌ تَکُوْنُ مَعَ عِیْسَی بْنِ مَرْیَمَ عَلَیْھِمَا السَّلَامُ))

"حضور ﷺ نے فرمایا میری امت کے دو گروہ ایسے ہوں گے جنہیں اللہ تعالیٰ آگ سے بچالے گا۔ ایک گروہ جو ہندوستان سے جہاد کرے گا اور دوسرا گروہ جو حضرت عیسیٰ بن مریم ؑ کا ساتھ دے گا"۔

ان دو غزوات کا ایک حدیث میں جمع ہونے کا مطلب میرے نزدیک یہ ہے کہ یہ دونوں غزوات بیک وقت (simultaneously) ہوں گے۔ ویسے تو محمد بن قاسم بھی غزوہ ہند کے لئے آئے تھے۔ اس اعتبار سے تو ہند پر حملہ ہو چکا اور حدیث کا منشاء پورا ہو چکا۔ اور اس کے بعد محمود غزنوی اور محمد غوری نے بھی ہند پر حملے کئے تھے اور دو سو سال پہلے احمد شاہ ابدالی بھی ہند آئے تھے۔ میرے نزدیک اصل میں یہ غزوہ اس وقت ہو گا جب اس علاقے (پاکستان، افغانستان) میں خلافت علی منہاج النبوۃ کا نظام صحیح صحیح قائم اور متمکن ہو جائے گا اور پھر چاروں طرف دائیں بائیں شرقاً غرباً اس کی توسیع ہو گی۔ اس وقت ایک طرف ہند میں اور دوسری طرف اسرائیل میں یہودیوں کے خلاف جنگ میں عربوں کی مدد کے لئے فوجیں اس خطے سے جائیں گی۔ میرے نزدیک اس حدیث کا اشارہ ان دو جنگوں کی طرف ہے۔

س : ہمارے ہاں روپے کی قدر مسلسل کم ہوتی رہتی ہے، اس صورت میں رقم قرض پر دینے کے لئے کیا طریقہ اختیار کرنا چاہئے؟

ج : یہ بات نوٹ کیجئے کہ کاغذی روپیہ (Paper currency) کے آنے کے بعد یہ نیا مسئلہ پیدا ہوا ہے کہ Inflation اور devaluation کی وجہ سے روپے کی قدر کم ہوتی رہتی ہے۔ اس کا بعض حضرات نے حل تجویز کیا ہے جن میں مولانا محمد طاسینؒ کا نام قابل ذکر ہے اور میں بھی اس تجویز سے اتفاق کرتا ہوں کہ رقم قرض دیتے ہوئے اسے کسی جنس کے ساتھ باندھ لیا جائے۔ مثلاً اگر کوئی پچاس ہزار روپے قرض دے رہا ہے۔ تو حساب لگایا جائے کہ اس کا کتنے تولے سونا آتا ہے۔ جب وہ قرض واپس کیا جائے تو اتنے تولے سونا واپس دیا جائے یا اس وقت اس کی جو قیمت ہو وہ دے دی جائے۔ یعنی سونے کی قیمت اگر گھٹ جائے تو اس حساب سے قرض کم ہو جائے گا اور اگر بڑھ جائے تو اس قرض کی مالیت بھی بڑھ جائے گی۔ اس حوالے سے قرض کو کسی جنس سے باندھ لیا جائے تو یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔ (واللہ اعلم)

اگرچہ بعض چیزیں ایسی ہیں جن سے حضور ﷺ نے منع کیا ہے کہ ان کا کوئی مبادلہ نہیں ہونا چاہئے مگر دست بدست اور برابر برابر۔ یہ نہ ہو کہ گھٹیا قسم کی گندم زیادہ دے کر بڑھیا گندم کم لے لی جائے۔ اسی طرح گھٹیا قسم کی کھجوریں زیادہ مقدار میں دے کر بڑھیا قسم کی کم لے لیں۔ اس قسم کا تبادلہ جائز نہیں۔ تاہم اگر کوئی شخص گھٹیا مال کے بدلے بڑھیا مال حاصل کرنا چاہے تو اس کی عملی صورت یہ ہو گی کہ گھٹیا مال کو بیچ کر جو رقم حاصل ہو اس سے بڑھیا مال خریدا جائے۔ حضور ﷺ نے حدیث میں ان چیزوں کا سدباب اس لئے کیا ہے کیونکہ اس راستے سے بھی سود آجاتا ہے۔

س : کیا ڈیفنس سیونگ سرٹیفکیٹ سے ملنے والا منافع سود ہے؟

ج : جی ہاں یہ منافع سود ہے اور حرام مطلق ہے۔ یہ تو سودی معاملہ میں direct involvement یعنی براہ راست سود کھانے والا معاملہ ہے۔

س : تعلیمی اداروں یا بلز کی رقم دیر سے جمع کرانے پر لیٹ فیس لی جاتی ہے کیا یہ سود ہے؟

ج : میرا خیال ہے لیٹ فیس علیحدہ ہے، وہ سود نہیں ہے کیونکہ اس میں کوئی percentage والا معاملہ نہیں ہے۔

س : کیا سٹاک ایکسچینج میں بیچے اور خریدے گئے شیئرز کا نفع بھی ربا کی تعریف میں آتا ہے؟

ج : سٹاک ایکسچینج کا تو مسئلہ ہی حل طلب ہے کہ یہ ساری بیع و شراء جائز بھی ہے یا نہیں۔ جائز بیع و شراء وہ ہوتی ہے جس میں واقعی کسی چیز کا تبادلہ ہو۔ جبکہ یہاں نہ کچھ دیا جاتا ہے نہ لیا جاتا ہے، صرف شیئر کا ایک کاغذ آپ کو دے دیا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے سٹاک ایکسچینج کا معاملہ تو سراسر مشکوک ہے۔ دوسرا یہ کہ اس میں جوئے بازی (speculation) ہے وہ جوئے کے درجے میں ہے۔ البتہ اگر براہ راست خرید و فروخت ہے یعنی اس میں آپ رقم دے کر شیئر لیتے ہیں تو وہ سود نہیں ہے۔

(مرتب : انور کمال میو)

انتقال پُرملال

ڈیرہ اسماعیل خان کے رفیق تنظیم محمد صادق بھٹی کا ۱۸ سالہ جوان پوتا طویل علالت کے بعد وفات پا گیا ہے۔ رفقاء و احباب سے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔